در زمان بفضل خالق کون و مکان و رازق جن و انسان

قصہ لطیف و نظم ضعیف مثنوی رشک باغ و بہار المسمیٰ

تصنیف شاعر بے بدل لالہ کنہا لال صاحب المتخلص بہ عدل

محمود المطابع واقع کانپور میں محمد حسن باہتمام حاجی بزیور طبع مزین ہوا

بغیر مہر کی کتاب مسروقہ ہوگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی لکھوں پہلے حمد و ثنا — بنایا ہے جسنے یہ ارض و س

فلک کو ستاروں سے روشن کیا — زمین کو بشر سے ہے بخشی جب

عجب تیری قدرت ہے شام و سحر — نکلتے فلک پر ہیں شمس و قمر

صفت تیری مجھسے ہو کیونکر رقم — کہ پیدا کیا تونے لوح و قـ

تو چاہے تو قطرہ کو دریا کرے — سمندر خود ہی تجھسے کیا کر

تو چاہے گدا کو سلیمان کرے — تو چاہے تو آتش کو بستان

تکبر کیا تجھسے جس نے ذرا — ہوا خوار دنیا میں ابلیس

ہیں محتاج سب تیرے شاہ و گدا — کرے کیا کوئی تجھسے چون و چ

حقیقت کو پہونچے تری کب گمان — کہ پیدا و پنہان ہے تجھسے

تو روزی رسان سب کا ہے لا کلام — سما و سمک کو ہے تجھسے ق

صفت جو کروں تیری خالق بیان — زبان نے مری پائی طاقت

یہی عدل کی تجھ سے ہے التجا
نہ محتاج کرنا مجھے غیر کا

…ت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

…سر کے عدل اور کیا کہون — مین کیونکر بھلا نعت احمد لکھون
…ہو محمد کی کس سے ادا — کرے وصف قرآن مین جسکا خدا
…اوسکے رتبہ کو پہونچے کہان — ہوا جسکے باعث سے پیدا جہان
…ت سے خلق اوسکی آگاہ ہے — کہ انگشت سے شق کیا ماہ ہے
…صفت اوسکی دشوار ہے — وہ سب انبیاؤن کا سردار ہے

ذکر ملکہ معظمہ وکٹوریہ ایمپرس برٹش ایمپائر

…ملکو ساقی تو شیرین شراب — ادب سے لکھون وصف مین لاجواب
…ندن کی ہے ملکۂ عالیہ — ہے اسم اوسکا مشہور وکٹوریہ
…ے ایمپرس قیصر ہند آپ — خراج اوسکو دیتے ہین سلطان سب
…اوسکے انصاف کا کیا کرون — ہے عادل وہ نوشیروان سے فزون
…ن اپنے فرزند کا بھی کیا — عدالت مین بھیج اوسکو فوراً دیا
…ے راج مین اوسکے آب بندوبست — چلے ڈر کے چیونٹی سے ہے فیل مست
…ش نیتی کا ہے بس اوسکے حال — جو پڑتا نہین ملک مین اوسکے کال
…ن کیا شجاعت کا مین اوسکی حال — سمجھتی ہے شاہون کو اک پیرزال
…یا ذرا حد سے جسنے قدم — دکھایا اوسے اوسنے خواب عدم
…تک کہ ہے رحم دل مین بھرا — کیا اپنے خونی کو اوس نے رہا
…ن حال کیا مرتبہ کا رقم — سکندر سے افزون ہے جاہ و حشم
…زیر نگین اوسکے ملک اس قدر — کہین شام ہے اور کہین دوپہر

خدا نے دیا دبدبہ ہے وہ آج — ہے گھر بیٹھے شاہون سے لیتی خراج
خوشا سرور تاج اقبالمند — سپہر نہم پہ ہو تخت بلند
ترے زیر فرمان ہون جن و بشر — ترقی پہ ہو یہ ترا کر و فر
فرانس اور جرمن مین ہے تیری دھوم — تجھے نعلبندی دے سلطان روم
یہی عدل کی ہے خدا سے دعا — زیادہ ہو اقبال اس سے سوا

ذکر مصنف

پلا ساقی جام مے بے زوال — یہان کچھ لکھون مختصر اپنا حال
مین ہون کھتری نام ہے گنّا مل — ہے مسکن مرا کانپور آج کل
وطن ہے بزرگون کا مغرب قدیم — ہوے آکے والد یہان پر مقیم
ہر اک مجھسے واقف ہے یان کا بشر — بچھیان ہون مین کھتری ڈھائی گھر
پدر تھے مرے دوارکا داس نام — ملا جنکو خلد برین مین مقام
بڑا اپنے ہون چار بھائی مین مین — خدا سے دعا ہے کہ باہم رہین
لقب دوسرے کا ہے بانا رسی — بہت صاف ہین جیسے ہو آرسی
ہین بھائی مرے تیسرے رادھولال — اونھین مجھسے ہے دل سے الفت کمال
ہو اسدھ گوپال چوتھے کا نام — خیال اونکو رہتا ہے میرا مدام
محبت ہے چار دن مین بس اسطرح — سنی چار یارون مین ہے جس طرح
کیا ایک نے کچھ برا یا بھلا — یہ تینون نے مل کر کہا برملا
کیا اوسنے جو کچھ ہے ہمکو قبول — اسی مین ہین مطلب ہماری حصول
مین شاگرد ہون مولوی فرد کا — کہ ملکون مین جسکا نہ تھا دوسرا
گلہ مجھسے کرتے تھے یہ بارہا — کہ افسوس تمنے نہین کچھ پڑھا

تخلص اونھین کا رکھا عدل ہے — خدا کا مرے حال پر فضل ہے
جو اشعار ہین یاد اوستاد کے — اوسی کی ہے بس دل کو طاقت مرے
حسن کی مین کرتا نہین ہمسری — کہی لاجواب اوسنے ہے مثنوی
مجھے شعر کہنے کا دل سے ہے شوق — کسی پر نہین چاہتا ہون مین فوق
مین جاہل ہون بالکل ہون واقف خدا — کہ اک حرف تک ہون نہین جانتا
جو دیکھے خطا اسمین کردے معاف — نہین جانتا ہون نہین کچھ شین قاف

سبب تصنیف کتاب

پلا مجھکو ساقی مے لالہ گون — سبب اسکی تصنیف کا کچھ لکھون
سبب اسکی تصنیف کا یہ ہوا — مرے لڑکے سندر نے مجھ سے کہا
غزل آپ کہتے ہین بے فائدا — نہ آتش نہ ناسخ سے ہونگے سوا
ہے بہتر کہین آپ اک مثنوی — بطرز حسن شاعر دہلوی
کرین آفرین سنکے ہر خاص و عام — رہے حشر تک آپ کا جس سے نام
یہ کہنے سے اوسکے ہی مین نے کہی — تلاش اک برس دل کو میرے رہی
جو دیکھیگا اسکو سخندان کوئی — تو جانیگا قدر اسکی دل مین وہی
ہے مشکل بہت شعر گوئی کا فن — ہین واقف ہر اک اس سے اہل سخن
بہت اسمین کھایا ہے خون جگر — ملا جب یہ نایاب مجھکو گہر
بھتیجا مرا جو کہ ہے چھوٹے لال — عجائب کہون تمسے کیا اوسکا حال
دکن سے وہ آتا تھا گھر کو چلا — کہ رستے مین ایک اوسکو جنگل ملا
وہ جاتا تھا پٹنے کو تھا اوسکو کام — ڈکیتون نے آگھیرا اوسکو تمام
اوسے خوب لوٹا اور زخمی کیا — جو تھا نقد اسباب سب لے لیا

چلے لے کے اسباب جسدم وہ گھر
رہی تن بدن کی نہ اوسکو خبر

کہا یہ ڈکیتون سے اوسنے شتاب
یہ گٹھری مین ہیگی جو ردی کتاب

نہین آپ کے کچھ یہ ہے کام کی
نہ سونا نہ چاندی نہ کچھ دام کی

اسے کر عنایت مجھے دیجیے
جو ہے نقد اسباب لے لیجیے

بچا کی ہے محنت برس روز کی
بہت کہنے سے اوسکے یہ پھینک دی

یہ اسطرح سے آئی میرا اوسکے ہاتھ
غنیمت سمجھ لایا وہ اپنے ساتھ

اگر یہ وہان جاتی رہتی کہین
میرے پھر بنائے سے بنتی نہین

ذکر شہر کانپور مسکن مصنف

لکھون کانپور کی مین تعریف کیا
صفائی مین ہمسر ہے کشمیر کا

کوئی شہر اوسکو پہونچتا نہین
ہے زرخیز ساری یہان کی زمین

ہزارون ہین ہر کوچہ مین کوٹھیان
سکرتی ہین لاکھون کی یہان ہنڈیان

ہوا اندنون ایسا گلزار ہے
کہ ہر ملک کا سرد بازار ہے

ہے صاف اندنون راستہ کو بکو
کہ ہے یک قلم گرد بس لکھنو

آغاز قصۂ چاریار

پلا ساقیا ساغر مشک بار
سناؤن تجھے قصۂ چاریار

کہ سننے سے دل کو ترے ہو قرار
کہ ایسے بھی دنیا مین ہوتے ہین یار

ہے لیکن یہ اشراف زادونکی بات
کمینے مگر یار کرتے ہین گھات

جو ہو پاس دولت ہزارون ہین یار
کرین آکے ہر بات مین جان نثار

اگر ہو نہ کچھ پاس تو کر یقین
چورالیوین آنکھین ملین گر کہین

الہی کسیکو تو مفلس نہ کر
تونگر کے ہین یارب سب بسر

سخن عدل کا ہے یہ بیشک بجا
نہین یار مفلس کا ہے جز خدا

مے ارغوانی دے ساقی مجھے
سناؤن نئی داستان اک تجھے

یہان سے مین کرتا ہون قصہ بیان
لگا کر سنین کان پیر و جوان

تھا پورب مین اک شہر کنجن نگر
محل وان ہزارون تھے لاکھون تھے گھر

تھا آباد وہ روم اور شام سے
فزون تھا وہ جمشید کے جام سے

بہت اور شہرون سے تھا طرحدار
عمارت کا اوس مین نہین کچھ شمار

وہان کا تھا سلطان محمود شاہ
فزون جسکی ہو روبلخ سے سپاہ

سخاوت مین حاتم سے وہ کم نتھا
شجاعت مین رستم کہون دوسرا

کرورون پیادے تھے لاکھون سوار
جلو مین تھے ہر وقت ہاتھی ہزار

ہزارون وہان ضرب تھی توپ کی
کوئی سو بنی کوئی دو سو بنی

بہت گھوڑ چڑھی توپین تھین اور بھی
بجز ہاتھیون کے نہ چلتین کبھی

خزانے کا اوسکے لکھون گر مین حال
تو ہو نام قارون کا بس پایمال

سدا کرتا تھا منصفی سے وہ عدل
نہ دیتا کبھی جور و بدعت کو دخل

وہان شیر و بکری تھے رہتے بہم
نہ وہ اوس سے افزون نہ یہ اوس سے کم

سدا گشت کرتا تھا خود کوتوال
رعیت کا دریافت کرنے کو حال

اور ایک اوسکی دختر تھی ملکہ جہان
کہون حسن و خوبی مین حور جنان

برس پندرہ یا کہ سولہ کی تھی
خجل جس سے ہو زہرہ و مشتری

کسی سے ہوئی تھی نہ وہ کدخدا
سراپا نرالی تھی ناز و ادا

مین دون ہمسری سرو کو قد سے کیا
قیامت لکھون تو ہے بیشک بجا

لکھون وصف زلف مسلسل کا کیا
کہ تھا مرغ دل سیکڑون کا پھنسا

جبین اسقدر اوسکی شفاف تھی | تجلی جس سے تختی ہوا الماس کی
صفت اوسکی ابرو کی کیا ہو رقم | کہ تھی قتل کرنے مین تیغ دودم
تھا مست اوسکی آنکھون مین جادو بھرا | جسے دیکھ نرگس لے آنکھین چرا
صفت کوئی رخسار کی کیا لکھے | کہ شرمندہ جس سے مہ و مہر تھے
تھی چہرے پہ بینی بہت خوشنما | جسے دیکھ شرمائے گل شبو کا
دہن اوسکا غنچہ سے بھی تنگ تھا | لبون کو کہون لعل تو ہے بجا
تھی مثل دانتون کی وہ آبدار | تجلی جس سے ہو لولوے شاہوار
زبان کی صفت اوسکی بس ہی محال | چھٹی مچھلی تھی حوض کوثر مین لال
زنخدان کی تعریف کیا مین کرون | کنوان شہر بابل کا اوسکو کہون
کرون اوسکی گردن کی کیا مین صفت | کہ نازک تھی شیشہ سے بھی وہ بہت
صفت اوسکے بازو کی مین کیا کرون | کہ پھول اوسکو بس موگرے کا کہون
کلائی تھی صاف اوسکی سیمین و نرم | قلم جس سے بلور کی کھائے شرم
کرون وصف دست حنائی کا کیا | ہے کہنا اوسے شاخ مرجان بجا
تھا سینہ پہ اوسکے کچون کا اوبھار | چمن مین گلون پہ ہو جیسے اوبھار
شکم کی لکھون اوسکے تعریف کیا | وہ میدے کی لوئی سے بھی نرم تھا
کمر اوسکی چیتے کے مانند تھی | نہ چھوڑے جو آہوے دل کو کبھی
صفت ناف کی اوسکی مین کیا لکھون | بجا ہے جو گرداب اوسکو کہون
سرین کی صفت اوسکے کب ہو رقم | گلی چاندی کے دو ڈلے تھے بہم
سخن آگے اب شرم سے کیا کہون | بجا ہے جو برگ سمن مین لکھون
صفت رانون کی کوئی کیونکر لکھے | ستون کاخ خوبی کے بے شبہہ تھے
صفت پنڈلی کی اوسکی لکھون نہین کیا | کہون شمع کا نوری تو ہے بجا

کف پا کا اوسکے کرون وصف کیا
پلا ساقیا بادۂ خوشگوار
تھا سردار سب فوج کا میر خان
بڑا یار مرزا کا شاطر تھا وہ
وہان ایک تھا جوہری نامور
جواہر کے فن مین وہ تھا ہوشیار
جواہر وہ رکھتا تھا بس بیشمار
تھا سوداگر اوس شہر مین اک بڑا
تھا فرزند اک اوسکا صاحب جمال
کرون عمر کا کیا مین اوسکی بیان
سن اوسکا برس بیس و اکیس کا

خجل جس سے پنجہ تھا خورشید کا
یہان چھیڑ لکھون قصۂ چار یار
ڈرے جسکی صورت سے شیر ژیان
کہ ہرگز نہین یار خاطر تھا وہ
امین چند تھا ایک اوسکا پسر
اور سب جوہریون مین ذی اقتدار
کروڑون کے مول کا اک تھا ہار
سناؤن مین نام اوسکا تھا مصطفے
ہو خوبی مین شرمندہ جس سے ہلال
تھا نام عمر اوہ ابھی نوجوان
پری کا بھی دل دیکھے سے ہو فدا

سراپا مرزا علی

کرون اوسکے قد کی مین تعریف کیا
صفت اوسکے چہرے کی مین کیا لکھون
صفت اوسکے ابرو کی بس ہو محال
غزال اوسکی آنکھون کو کیونکر لکھون
لکھون اوسکی مژگان کی توصیف کیا
نگہ کی صفت اوسکی مین کیا کرون
لکھون سبزۂ خط کی تعریف کیا
صفت اوسکے عارض کی کیا مین لکھون

تھا سرو صنوبر سے موزون سوا
بجا ہے جو خورشید تابان کہون
خجل جس سے تھا آسمان پر ہلال
بجا ہے اگر سحر و افسون کہون
انی برچھی کی کہیے تو ہے بجا
کٹار اوسکو بوندی کی بس مین کہون
کٹار شعاعی سے کم نہ تھا
مہ و مہر سے کیون نہ تشبیہ دون

صفت اوسکے لب کی کوئی کیا لکھے ۔ تھے خوبی مین نایاب عناب سے
دہن اوسکا تھا مختصر اس قدر ۔ سخن کا یہ مشکل تھا اوس سے گذر
صفت اوسکے دانتون کی مین کیا لکھون ۔ لڑی اوسکو بس موتیونکی کہون
زبان اوسکی شیرین تھی وہ دلربا ۔ ہے شاخ نبات اوسکو کہنا بجا
ذقن کی صفت اوسکی گر ہو بیان ۔ کہ تھا یوسف دل کے خاطر کنوان
صفت اوسکی گردن کی کیا مین لکھون ۔ صراحی مئے سرخ کی بس کہون
بدن اوسکا سینہ سے لے پاؤن تک ۔ زیادہ تھا کندن سے رکھتا ومک
کرون وصف کیا اوسکا صل علیٰ ۔ سراپا بدن سانچے مین تھا ڈہلا
ہر اک وضع تھی اوسکی لگتی بھلی ۔ اوسے لوگ کہتے تھے مرزا علی
اوسی شہر مین ایک گھسیارہ تھا ۔ سناؤن مین نام اوسکا تھا میکوا
یہ چارون تھے آپس مین بس ایکجان ۔ محبت کا اون کی کرون کیا بیان
غریب ایک تھا اور تھے تینون غنی ۔ بھلا دوستی ان مین کیونکر بنی
محبت یہ رکھتے تھے چارون کمال ۔ کھلے گا اخیر اونکا ہر اک یہ حال

آغاز داستان

پلا ساقی وہ مے ہو سب دور غم ۔ یہانسے کرون پھر مین قصہ رقم
ہو تیار اک روز مرزا علے ۔ چلا سیر کرنے کو جو چوک کی
ہر اک گل کی وہ دید کرتا چلا ۔ بھرا عشق کا دل مین تھا ولولا
طرف بادشاہی محل کے گیا ۔ تماشہ یہ اوسکو دکھائی دیا
محل کے عقب تھا جو اک پائین باغ ۔ کہون اوسکو خلد برین کا چراغ
صفت باغ کی گر کرون مین بیان ۔ تو ہو ختم ہرگز نہ یہ داستان

سر شام عجب تھی گلون پر بہار
تھی وان ہر طرف بلبلون کی قطار

وہان سیر کرتا تھا یہ باغ کی
یکایک جو اوپر نظر جا پڑی

جو دیکھا کہ کوٹھے پہ ہے اک پری
کھڑی اسطرف ہے نظر کر رہی

وہ سکتے مین تصویر سا ہو گیا
کہون کیا مین دل ہاتھ سے کھو گیا

ہوئین جبکہ آپس مین آنکھین دو چار
تو طرفین کا دل ہوا بے قرار

سخن کرنے کو دونون مجبور تھے
دلون سے تھے نزدیک گو دور تھے

چلا اور نہ دونون کا کچھ اختیار
فقط دیر تک رکھی آنکھین دو چار

لگا عشق کا دل مین دونون کے تیر
ہوے چاہ الفت مین بس وہ اسیر

ہوئی دل کو شہزادی کے بیکلی
بہت تڑپا بسمل سا مرزا علی

خواصین ڈرین حال یہ دیکھ کے
وہان سے گئین شاہزادی کو لے

گئی سجدے سے لیلے منھ موڑ کے
تڑپتا ہوا قیس کو چھوڑ کے

وہان پر یہ تنہا تڑپتا رہا
کسی سے نہ درد اوس نے اپنا کہا

محل سے جو اک نکلا خواجہ سرا
تو دیکھا نیا اوسنے یہ ماجرا

کھڑا اک جوان مثل تصویر ہے
کہ کھائے ہوے عشق کا تیر ہے

یہ کی اوسنے بس آتے ہی گفتگو
یہان کس طرح آیا ہے کون تو

تیرے خوف دل مین ذرا بھی نہین
کہ ایسا نہو شاہ دیکھے کہین

ابھی مارا جائیگا تو جان سے
چلا جا یہان سے کہا مان لے

سخن سنکے یہ نا امیدی کے ساتھ
چلا وہان سے مرزا علی ملتا ہاتھ

خدایا مین اب کون حکمت کرون
کہ اک بار اوس گل کو پھر دیکھ لون

سے چارہ نہین جان دینے سوا
خدا جانے دل کو میرے کیا ہوا

یہ کہتا ہوا اپنے گھر کو چلا
چلا آتش عشق سے مین جلا

ارے عشق تو نے ستایا مجھے — کہ ناحق بلا مین پھنسایا مجھے
گیا گھر کو بیدل و مجبور ہو — کہ جس طرح جاتا ہے مَن سانپ کھو
حرام اوسکو سب ہو گیا خورد و نوش — چھپرکھٹ پہ جاکر گرا ہو خموش
تڑپتا تھا بسمل سا وہ نیم جان — سنو آگے احوال ملکہ جہان
خواصون نے شہزادی کو دیکھ اوداس — محل مین اوٹھا لیگئین بدحواس
گئی مان کی خدمت مین وہ جس گھڑی — ہوئی جا کے وہ باادب بس کھڑی
ادب سے کیا مان کو اوسنے سلام — تو مان نے کیے پیار سے یہ کلام
کہ جیتی رہو بی بی تم تھین کہان — تمھین یاد کرتے تھے شاہ جہان
گئی بیٹھ وہ نازنین مان کے پاس — ولے فکر سے تھا بہت دل اوداس
ٹھہر کر وہان اک گھڑی رشک ماہ — چلی آئی وہ اپنے آرامگاہ
کلیجے کو انگلیون سے داب کر — مسہری پہ جا لیٹی وہ سیمبر
مزا درد فرقت کا پایا نتھا — کسی سے کبھی دل لگایا نتھا
خبر تھی نہ پہلے کہ کیا ہوئیگا — یہ کافر میری جان تک کھوئیگا
اسی فکر مین رات کاٹی تمام — کہ پھر باغ مین چلیے کل وقت شام
اودھر صبح اوٹھا جو مرزا علی — بہت دل کو سینہ مین تھی بیکلی
کہا ہو شام تو جاؤن مین سوے باغ — کرون مشتعل داغ دل کا چراغ
مزا درد فرقت کا چکھتا رہا — تصور وہ دلبر کا رکھتا رہا
پہاڑ اوسکو گرمی کا دن ہو گیا — ذرا روتے روتے جو وہ سو گیا
تصور نے پہلو مین چٹکی جو لی — یکایک اوٹھا چونک مرزا علی
کہین شام ہووے تو جاؤن وہان — مین اوس گلبدن کو جو پاؤن وہان
نظر بھر کے خوب آج اوسے دیکھ لون — بلا سے جیون یا وہین مر رہون

اگر عشق مین مار اجاؤنگا مین
غرض جو کہ مرنے پہ باندھے کمر
ہوئی شام بارے تو مرزا علی
کسی طور سے پہونچا یہ اوس جگہ
اودھر شاہزادی کر اپنا سنگار
خواصین بہت اوسکے ہمراہ تھین
وہین ٹھہری پھر آکے ملکہ جہان
ہوئین جبکہ آپسمین آنکھین دوچار
اشارے ہوئے دور سے جو بہم
ٹھہرنے کی فرصت نہ ہووے جہان
فقط دور سے دید کرتے رہے
مری عقل اس جا پہ حیران ہے
الٰہی جو اپنا کرے تو کرم
غرض ایک شہزادی کی تھی مشیر
محبت بھی ملکہ سے کرتی تھی وہ
تھی ایک اوسکی بیٹی بہت نوجوان
وہ خدمت مین ملکہ کی ممتاز تھی
ولیکن وہ دانہ زمانہ کی تھی
سخن یہ کیا شاہزادی کے ساتھہ
کہ جی کی امان پاؤن تو کچھہ کہون
یہ شہزادی بولی تو کہہ میری جان

تو فرہاد سا نام پاؤنگا مین
وہ دیکھے مقرر رخ سیمبر
نکل گھر سے ہمراہ دلبر کی لی
خرامان جہان تھی وہ گل رشک سرو
چلی جانب باغ ہو بے قرار
کوئی ماہرو اور کوئی مہ جبین
جہان تھا نظر آیا وہ نوجوان
تو دونون کے دلکو ہوا کچھہ قرار
ہوئین اشک سے چشم دونونکی نم
نہ دیکھے وصل کا طور کیونکر وہان
محبت کا دم دونون بھرتے رہے
کہ دونون کو ملنے کا ارمان ہے
تو ہو جائین معشوق و عاشق بہم
اوسی نے پلایا تھا طفلی مین شیر
قدم ہان کے ورچھ پہ دھرلی تھی وہ
بہن اوسکو کہتی تھی ملکہ جہان
نہان دل مین رکھتی ہر اک راز تھی
وہ رکھتی تھی سب حال سے آگہی
ادب سے کھڑے ہوکے جوڑا پنے ہاتھہ
نہین تو مین خاموش بس ہو رہون
سنون گوش دل سے تیری داستان

کہا اوسنے شوخی سے پھر یہ بیان
چلن آپکا ہے یہ اچھا نہین
تمھین تو نہین کچھ ہے خوف وخطر
بس انصاف کی جا ہے اے میریجان
تیرے حسن کی پہونچی ملکون مین دھوم
تو اب سیر کو باغ جایا نہ کر
کہی جب چنبیلی نے یہ اوس سے بات
بہت چڑھ گئی منھ ہے تو اے شریر
اسی سے تیری بخشدی ہے خطا
کوئی اور جو کرتا یہ گستاخیان
پھر آکر نہ صورت دکھاتا کبھی
سنے جبکہ ملکہ جہان کے کلام
گئی وہ جو روتی ہوئی ماںکے پاس
بتا مجھسے روتی ہے کیون زار زار
مفصل سنا مجھکو سب ماجرا
وہ مالک ہے اور اوسکی لونڈی ہو تو
جو دے حکم فوراً بجا لائیو
مین کیا حال بتلاؤن امان تجھے
نیا شاہزادی نے سیکھا ہے طور
ہوا اک ہے بدحیثیت سا جوان
سر شام گلشن مین جاتی ہین وہ

بھلا کون ہے روز آتا جوان
خبر بادشہ سن نہ لیوے کہین
خواصون کا بس مونڈا جائیگا سر
کہین ایسا کرتی ہین شہزادیان
ہے خواہان تیرا دل سے سلطان روم
ہر اک گل کو صورت دکھایا نہ کر
تو ملکہ یہ بولی نہ بک واہیات
تیری مان کا مینے پیا ہے جو شیر
سخن یہ زبان پر نہ لانا ذرا
نکلواتی گدی سے اوسکی زبان
مرے سامنے سے چلی جا ابھی
چلی بس چنبیلی کر اوسکو سلام
تو پوچھا ضعیفہ نے ہے کیون اوداس
ہے کسواسطے دل تیرا بے قرار
ہوئی تجھ سے ملکہ جہان کیون خفا
سخن اوس سے کرنا نہین دوبدو
سر اوسکے قدم سے نہ سرکائیو
بہت شرم آتی ہے کہتے مجھے
ذرا بھی نہین نیک وبد پر ہے غور
اوسے پیار کرتی ہین ملکہ جہان
کسی ڈھب سے اوسکو بلاتی ہین وہ

کھڑے دونون کرتے ہین آنکھون ونکو گرم
اشارون سے ہوتی ہین باتین عجب
ابھی تک تو ہے خیر اس کے سوا
نہین وصل ہو سکتا مجبور ہین
ضعیفہ نے جب ماجرا سب سنا
گئی طیش کھا کر جو ملکہ کے پاس
نہ وہ رنگ ہے اور نہ صورت ہے وہ
خبر تن بدن کی تھی مطلق نہین
تب ہجر سے اوسکا سینہ تھا شق
تب عشق مین ہوش بالکل گیا
ضعیفہ نے ملکہ سے پوچھا یہ حال
جو مردہ کی صورت بنائے ہے تو
تجھے شرم و غیرت ذرا بھی نہین
وہ ہے کون ایسا جوان خوب رو
پڑھایا لکھایا جو مین نے تجھے
یہ ظاہر اگر ہوگا بیگم پہ حال
حفاظت مین تیری تھی ملکہ جہان
جواب اسکا بیگم کو پھر دونگی کیا
جو تھا نیک و بد سب سکھایا اوسے
ابھی خیریت ہے کہا میرا مان
سخن جب سنا یہ نصیحت کے ساتھ

نہ کچھ اونکو غیرت نہ کچھ اوسکو شرم
خدا جانے اور کیا کرین گی غضب
نہین عیب دونون مین ہے کچھ ہوا
تب ہجر سے دونون رنجور ہین
پریشان ہوئی اور سر کو دھنا
اوڑے دیکھکر اوسکو ہوش و حواس
بنی جیسے مٹی کی مورت ہے وہ
ہے خفگی کے عالم مین چین بر جبین
اسی سے تھا چہرہ کا بس رنگ فق
چھپایا جو سر کو بدن کھل گیا
بتا دل کو تیرے ہے کسکا خیال
بتا جوگ کسپر رمائے ہے تو
کوئی کام کرتا ہے ایسا کہین
کہ جسپر فدا ہے دل و جان سے تو
عوض اوسکے کیا دیگی ذلت مجھے
تو ہوگی مجھے جان بچانا محال
یہ اطوار بد اوسنے سیکھے کہان
تجھی سے ہون مین پوچھتی دے بتا
کہ طوطے کی صورت پڑھایا اوسے
دل اپنا تو لے پھیر اسے میری جان
تو ملکہ لگی دھرنے کانون پہ ہاتھ

نصیحت سے میری نا رہے عاشق کہین
ضعیفہ سے بولی یہ ملکہ جہان
مرے اوڑنے سنتے سے اوسان ہین
ہوا تم کو پیری مین ایمان یہ کیا
مین واقف نہین اوسکی ہون شکل سے
یہ کہہ اوس سے شہزادی رونے لگی
لگی کہنے کھا زہر مر جاؤن گی
کنی ہیرے کی کھا کے سوتی ہو نہین
انگوٹھی مین ہیرا جو تھا بے بہا
مین کام اپنا کرتی ہون فوراً تمام
اگرچہ ضعیفہ تھی دانا بڑی
ضعیفہ تو اگلے زمانے کی تھی
یہی دل مین سوچی کہ ہوگا غضب
خوشامد کی باتین وہ کرنے لگی
تیرا کس طرف کو ہے ملکہ خیال
دل و جان سے مین تجھپہ قربان ہون
بہت پیار ملکہ کو اوس نے کیا
ہوئی کیا تو دیوانی ملکہ جہان
تجھے مین نے پالا تھا اس واسطے
تو بھیجے جہان اوڑکے وہان جاؤنگی
بہت سنکے شہزادی دل مین ہنسی

کہ ہے جونک تجھکو لگتی نہین
یہ کیا جھوٹ کرتی ہو اپنا بیان
چنبیلی نے تیرے بھرے کان ہین
جو یہ ذکر بیہودہ تمنے کیا
یہ ناحق لگاتی ہو تہمت مجھے
اور منھہ اپنا اشکون سے دھونے لگی
تیرے داغ سینہ پہ دھر جاؤنگی
تیرے واسطے جان کھوتی ہو نہین
لگی کہنے جاتی ہون اسکو چبا
میری ماں سے کہدینا میرا سلام
وہ لے لکہ سے اوسکے دل مین ڈری
نہ سیکھے تھے چھل بڑے اوسنے کبھی
کہون گی جو ملکہ کو مجھ اور اب
چنبیلی پہ الزام دھرنے لگی
چھپاتی ہے کیون مجھسے دلکا تو حال
خوشی ہو تو جس مین وہی مین کرون
لیلا کو مین اور دلاسا دیا
جو رکھتی ہے راز اپنا مجھسے نہان
تو جیتی مرے زہر کھا جان دے
مین بادل مین تھگلی لگا آؤن گی
کہ اب تو میرے دام مین یہ پھنسی

چھپانا ہے لازم نہین اس سی حال
ضعیفہ کی وہ گود مین نازنین
تو گستاخیان میری کر دی معاف
قسم تجھکو میری محبت کی ہے
نہ لانا زبان پر کبھی یہ بیان
ضعیفہ یہ بولی ہے شاہد خدا
لگی کہنے تب اوس سے ملکہ جہان
سر شام ہر روز جاتی تھی مین
روش پر کھڑا دیکھا اک نوجوان
مین کہتی ہون تجسے یہ کھا کر قسم
وہ انسان ہے یا پری زاد ہے
میرے دل کو ہے چھین کر لیگیا
برا یا بھلا لوگ مجھکو کہین
نکل جاے دل کی میرے آرزو
ضعیفہ ہنسی سن کے ملکہ کا حال
مین کہتی ہون جو تو سنے میری بات
مزا خوب شب بھر اوٹھا لیجیو
وہ شب بھر ہے تیرا اور اوسکی ہی تو
اوسے دل سے اپنے بھلا دیجیو
زیادہ اگر پاؤن پھیلا ئیگی
ضعیفہ نے لانے کا وعدہ کیا

یہ بلبل کا کردیگی گل سے وصال
گئی اور بہت پیار کی باتین کین
کہون حال دل اپنا پھر صاف صاف
بہت یہ جگہ شرم و غیرت کی ہے
کہ عاشق کسی پر ہے ملکہ جہان
فرشتہ نہ جانیگا میرے سوا
کرون حال کیا اپنا تجسے بیان
ہوا باغ کی خوب کھاتی تھی مین
کرون اوسکی خوبی کا کیا مین بیان
نہین حسن مین ہے وہ یوسف سی کم
گلستان خوبی کا شمشاد ہے
مجھے داغ حسرت کا وہ دے گیا
وہ یوسف ہے میرا زلیخا ہون مین
جو یکبار اوس سے ملا دیوے تو
لگی کہنے لادونگی کیا ہے محال
ملا دونگی اوسکو فقط ایک رات
سحر ہوتے رخصت اوسے کیجیو
نہ باقی رہے دل مین کچھ آرزو
زبان پر نہ نام اوسکا پھر لیجیو
تو اپنے کیے کی سزا پائیگی
بہت اپنے دل مین ارادہ کیا

مین کسطور سے اوسکو لاؤن یہان
ضعیفہ نے ملکہ سے پوچھا پتا
وہ رکھتا ہے اپنی کہان بود و باش
لگی کہنے اوس سے یہ ملکہ جہان
یہ معمول لیکن ہے اوسکا مدام
چمن کے کنارے جو ہے سبزہ زار
محل کی بلندی پہ ہو جلوہ گر
کہا اوسنے بس آج مین بھی چلون
پھر آگے جو کچھ مجھسے بن آئے گی
ہوئی شام تو ملکہ ہو کر سوار
ضعیفہ بھی اوس روز ہمرہ گئی
خواصین بہت گو تھین اوس روز سات
چمن کے کنارہ بھی بارہ دری
کہ اتنے مین آیا نظر وہ جوان
سرو کے تلے ہے کھڑا دلربا
جو دیکھا ضعیفہ نے آنکھین اوٹھا
ضعیفہ تو سکتے مین آ رہ گئی
کہا اوسنے ملکہ سے جاتی ہون مین
خدا نے جو چاہا تو بس دو بدو
جہان پر کھڑا تھا وہ خاطر شکن
خیال اوسطرف کو نہ ہرگز کیا

کہ جانے نہ کوئی یہ راز نہان
وہ ہے کون اور نام اوسکا ہے کیا
کرون کس جگہ جا کے اوسکی تلاش
مین واقف نہین رہتا ہے وہ کہان
کہ اکبار آتا اوسے وقت شام
وہین وہ کھڑا دیکھتا ہے بہار
اوسے دیکھ لیتی ہون مین اک نظر
اوسے اک نظر دور سے دیکھ لون
یہ لونڈی ہنر تجھکو دکھلائیگی
چلی باغ کی سیر کو دلفگار
خواصی مین ملکہ کی حاضر رہی
ضعیفہ کا شہزادی پکڑے تھی ہاتھ
وہان جا کے ملکہ جو ٹھہری ذری
ضعیفہ سے بولی یہ ملکہ جہان
مین سو جان سے ہون اسی پر فدا
تو چمکا ستارہ سا وہ صبح کا
لگی کہنے یوسف ہے بیشک یہی
اوسے دام مین اپنے لاتی ہون مین
کرون جا کے مطلب کی مین گفتگو
وہین ہو کے نکلی جو وہ پیر زن
چمن سے تھا باہر کا رستہ لیا

گھڑی دو گھڑی بعد یہ بھی چلا
گھڑی دیکھی وہان ایک عورت ضعیف
تو اس باغ مین کس لیے تھا گیا
بھر جا سپاہی کو بلواتی ہون
تو چل تو گلستان کے وارونہ پاس
رہا مثل تصویر خاموش وہ
ضعیفہ ڈری دیکھ پھر ایسا ہو
جواب اسکا پھر دونگی ملکہ کو کیا
ضعیفہ تو اس فکر مین تھی ادھر
شتابی سے اوٹھا وہ پیر گر پڑا
مین بیشک تمھارا گنہگار ہون
سزا جو کہ سمجھو تمھین مجھکو دو
میرے اوپر اپنی عنایت کرو
وہ ہے کون کوٹھے پہ جو تھی کھڑی
کہون کیا اوسی گل پہ مرتا ہون مین
ضعیفہ نے اوسکا جو دیکھا یہ حال
تو جسکے لیے روز آتا ہے یہان
خجل جسکے رخ سے ہے ماہ منیر
وہ ہے بادشازادی ملکہ جہان
تیری اوسکی نسبت ہی بالکل نہین
زیادہ نہ بس حوصلہ اپنا کر

کنوان اوسکو اک راستہ مین ملا
لگی کہنے اوس سے تو سن اے حریف
تجھے شرم و غیرت نہین بے حیا
سمجھے جیلخانہ مین بھجوا تی ہون
یہ سنکر اوڑے اوسکے ہوش و حواس
زمین پہ گرا ہو کے بیہوش وہ
کہ دیوے کہین جان اپنی یہ کھو
کہ خلعت کے بدلے ملیگی سزا
اودھر غش سے اوٹھا وہ خستہ جگر
ہوا باندہ کر ہاتھ ادب سے کھڑا
بجا لانیکو حکم تیار ہون
نہ تم پاس دار و غہ کے لیچلو
بتا دو ذرا مجھکو تم کون ہو
تھی سونے کی پتلی جواہر جڑی
دل و جان نثار اوس پہ کرتا ہون مین
دلاسا دیا اوسنے اوسکو کمال
نہان راز تیرا ہے مجھ پر عیان
اوسیکو ملا یا ہے بس مین نے تیر
نہین حسن کا ثانی جسکے یہان
کہان آسمان وہ کہان تو زمین
فرشتون کے جلتے ہین اس جا پہ پر

تو پھر کس طرح سے وہان جائیگا
مین کہتی ہون کہنا مرا مان لے
ضعیفہ سے مرزا علی نے کہا
مجھے اپنے مرنے کا ارمان ہے
سنے جب ضعیفہ نے اوسکے کلام
میان عشق جو چاہو تم وہ کرو
تمھین نے تو لیلی کو کرکے سوار
تمھین نے تو مجنون کو رسوا کیا
تمھین نے تو صحرا پھرایا اوسے
بتائی یہ فرہاد کو تم نے راہ
تمھین نے تھا تیشہ لگایا اوسے
کیے گھر ہزارون کے تمنے تباہ
کہ ہے آرزو عدل کی بس یہی
یہ سمجھی ضعیفہ کہ طرفین سے
کرون اپنے مطلب کی مین اس سے بات
کہ ایسا نہو رو ند آئے یہان
ضعیفہ یہ بولی نہ ہو تو ہراس
تجھے اوس سے بیشک ملادونگی مین
مجھے اپنے گھر کا ٹھکانا بتا
مین کل آپ گھر پہ ترے جاونگی
جو تھا نام لکھ کے سنایا اوسے

گیا بھی تو جیتا نہین آئیگا
نہ تو مفت مین اپنی بس جان دے
کرو غم نہ مرنے کا سکر ذرا
روا رکھنا کب عشق مین جان سے
کیا حضرت عشق کو بس سلام
کہ بس کام مین اپنے تم فرد ہو
دی مجنون کے ہاتھون شتر کی مہار
نہ پھر وصل لیلی کا ہونے دیا
جو تھا قیس مجنون بنایا اوسے
کہ دلمین ہوئی اوسکی شیرین کی جاہ
اور پھر بیستون سے گرایا اوسے
میان عشق شاباش ہے واہ واہ
دوبارہ عنایت نہ کرنا کبھی
یہ لیلی وہ مجنون ہین بس ہو رہے
زیادہ گئی ہے ابھی سے بھی رات
تو پھر بھاگ کر جاینگے ہم کہان
ترے درد کی ہے دوا میرے پاس
کہ دونون کو یکجا بٹھادونگی مین
کہان رہتا ہے نام تیرا ہے کیا
جو کچھ حال کہنا ہے کہہ آونگی
بتا اپنے گھر کا بتایا اوسے

کہا یہ ضعیفہ نے سمجھا کے پھر　　　میں کل آؤنگی رہیو تو منتظر

یہ کہکے ضعیفہ گئی جب ادھر　　　تو یہ بھی جوان پھر چلا اپنے گھر

کہا جا کے ملکہ سے سب ماجرا　　　کہ بیشک ہو صادق وہ عاشق ترا

میں کان اوسکے باتوں سے بھر آئی ہوں　　　کل آنے کا وعدہ بھی کر آئی ہوں

میں کل صبح کو جو وہاں جاونگی　　　جو طور آنیکا ہے بتا آؤنگی

سنی وصل کی جب یہ ملکہ نی بات　　　خوشامد ضعیفہ کی کی ساری رات

ضعیفہ سے شہزادی کہنے لگی　　　تری آج سے بس میں لونڈی ہوئی

نہیں تھا جو اوس ضعیفہ کا نام　　　اوسے کہتے خانم تھے سب خاص و عام

تمیزن جو تھی اک بہن اوسکی اور　　　وہ رہتی الگ تھی غریبوں کے طور

ہمیشہ بہن پاس جاتی تھی وہ　　　اور اکثر کچھ اوسکو دے آتی تھی وہ

جنبیلی بھی ہر سال میں ایک بار　　　تھی خالہ کے گھر جاتی ہوکر سوار

بلا ڈولی والے کو وقت سحر　　　گئی خانم اپنی بہن کے جو گھر

اوسے حال سے اپنے ماہر کیا　　　کہ ملکہ کا عشق اوس نے ظاہر کیا

اوسے راضی کرکے گئی وہ اودھر　　　بتایا تھا اوسنے جہان اپنا گھر

پتے اور ٹھکانے سے پہونچی وہان　　　تو آیا نظر اوسکو وہ نوجوان

گیا وہ ضعیفہ کو لیکر وہاں　　　جو خلوت کا تھا ایک اوسکے مکان

ضعیفہ کو مسند پہ پہلے بٹھا　　　گیا بیٹھ یہ بھی قرینے سے جا

جواہر کی کشتی کو رکھ روبرو　　　ضعیفہ سے کی اوس نے یہ گفتگو

یہ گرچہ ہے قابل تمہارے نہیں　　　قبول اسکو کیجیے تو ہو دلنشین

یہ بولی ضعیفہ کہ واللہ مگر　　　نہیں لینے آئی ہوں تمسے میں زر

ہے زنہار پروا نہیں کچھ مجھے　　　مبارک یہ زر تیرا تجھکو رہے

بہت مجھکو دیتی ہے ملکہ جہان
ضعیفہ یہ بولی کہ وا لا نژاد
مین جا ہونگی جس طور لیجاؤنگی
سنا وصل کا جب کہ پیغام یار
قدم سر پہ پیغامبر کا دھرون
نصیب ایسے عاشق کے ہون واہ واہ
کہا یہ ضعیفہ نے تھام اوسکا ہاتھ
یہ کشتی اوسے دینا اے نیکنام
کہا اوسنے طیار ہون مین چلو
بہن کے جو گھر وہ لے آئی اوسے
سنایا تمنزن کو سب ماجرا
ضرور اوسکو پہونچاؤنگی مین وہان
یہ کرتی نصیحت ہون لیکن تجھے
جو کل صبح آویگا یہ گھر ترے
ڈھلے دوپہر کے مین یان آؤنگی
چنبیلی کے دھوکے سے لیجاؤنگی
ضعیفہ نے یہ ڈھنگ بتایا اوسے
ہوئی کہکے خانم روانہ اودھر
ضعیفہ نے ملکہ کے بس روبرو
خدا نے جو چاہا تو کل لاؤن گی
خوشی کی خبر جو سنائی اوسے
یہ لون تجھ سے مین تو رہون پھر کہان
گیا تیرے دلبر نے ہے مجھکو یاد
تجھے پاس اوس گل کے پہونچاؤنگی
قدم پر گرا اوسکے ہو کر نثار
جو کچھ حکم دیجیے وہی مین کرون
کہ گل خود کرے دل سے بلبل کی چاہ
بہن کے مکان چل ابھی میرے ساتھ
کہ نکلے گا اوس سے بہت تیرا کام
بجا لاؤن آنکھون سے جو حکم ہو
جواہر کی کشتی دلائی اوسے
اسی پر ہے سو جان سے ملکہ فدا
رہے جس محل مین ہے ملکہ جہان
کہ یہ بھید ہرگز نہ کوئی سنے
بٹھا رکھیو تو ہو کے بے غم اوسے
سواری بھی ساتھ اپنے لے آؤنگی
اسے پاس ملکہ کے پہونچاؤنگی
کہ ترپاچہ تر سکھایا اوسے
تو مرزا علی بھی گیا اپنے گھر
بیان کیفیت جا کے کی مو بمو
ترے پہلو مین اوسکو بٹھلاؤنگی
گویا آشنائی سکھائی اوسے

وہانکا تھا داروغہ رشیدی بہار — وہ تھا مرد عاقل بہت ہوشیار
محل کی تھا ڈیوڑھی پہ رہتا مدام — یہی تھا تعلق مین بس اوسکے کام
محل کی حفاظت ہو ہر طرح سے — بہت اوسکے خواجہ سرا پاس تھے
سپاہی جو تعنات تھے ایکہزار — تھا اون سب کا سردار رشیدی بہار
لکھون یان سے پھر مین ضعیفہ کا حال — ہنر کرتی کیا کیا ہے وہ پیرزال
رکھا بوجھ اوس نے منگا پالکی — کہ جس طرح سے بیٹھا ہو آدمی
اور اوپر سے جھٹکا ڈھکا اسطرح — زنانی سواری ہو بس جسطرح
کہ داروغہ پاس ایک آئی خواص — یہ فرمان ملکہ کا لائی خواص
چنبیلی جو خالہ کے گھر جائیگی — اور پھر شام کو لوٹ کر آئیگی
کہارون کو دے حکم آئین یہان — سواری کو پہونچائین فوراً وہان
سپاہی بھی دو چار ہمراہ دے — چنبیلی کو لے جائین توقیر سے
یہ داروغہ نے حکم سر پر لیا — کہ تعمیل فرمان فوراً کیا
چلے لیکے جسدم سواری کہار — تو ہمرہ سپاہی گئے پانچ چار
ضعیفہ بھی ڈولی پہ ہمرہ گئی — تمیزن کے گھر مین جو داخل ہوئی
زنانے مین جا پالکی دھر گئے — کہار اور پیادے بھی باہر رہے
فہیمن ملی جا تمیزن سے جب — حکایت سنائی جو گذری تھی سب
وہ کمرے مین جسدم ملا نکے چلی — تو دیکھا کہ بیٹھا ہے مرزا علی
وہ مسند پہ بیٹھا تھا بس اسطرح — کہ دولھا بنا بیٹھا ہو جس طرح
ضعیفہ خوشی دیکھ اوسپر ہوئی — بلائین لین اور اوسکے صدقے گئی
کھلا اور پلا کر سلایا اوسے — کہ باتون مین اپنی لبھایا اوسے
ہوئی شام بارے کٹا دن تمام — فہیمن نے بس یہ کیا اہتمام

بہت اچھی پوشاک تھی اوسکے پاس
کہا تب چلیے ہین حاضر کہار
ہوے پالکی مین جو مرزا سوار
اوٹھائی کہارون نے جو پالکی
سواری جو پہلے اوتاری تھی وہ
ہوئی کانا پھسکی کہارون جب
بڑھا جو سواری کو ہوتی ہی رات
سواری جو ڈیوڑھی پہ داخل ہوئی
سواری کی تالاشی بس لونگا مین
مجھے اسمین معلوم ہوتا ہے بھید
ضعیفہ تھی ہر فن مین بس ہوشیار
خفا ہوکے بولی کہ او سیاہ رو
موئے حبشی تیری بھی ہے یہ مجال
میرے رتبہ کو تو نہین جانتا
تیرے کان اور ناک کٹوا دونگی
ابھی پاس بیگم کے جاتی ہون مین
اوتر ڈولی سے جب وہ بھیتر چلی
ذرا سوچکر دل مین شدی بہار
خدا جانے یہ کیا کرے گی غضب
ذرا دل مین دار و غہ اور یہ کہا
میری تاب و طاقت ہی یہ کب بھلا

چنبیلی کا پہنایا اوسکو لباس
بنی بنکے آپ ہو جیے اب سوار
تو باہر سے اوسنے بلائے کہار
تو دل مین ہوئی اوسکے کچھ آگہی
نہین اتنی زنہار بھاری تھی وہ
تو ڈانٹا ضعیفہ نے ہو پر غضب
نہ باتین زیادہ کرو واہیات
تو حبشی نے یہ بات اوس سے کہی
کہ بے دیکھے جانے نہین دونگا مین
یہ سنتے ہی بڑھیا ہوئی لب سفید
سمجھتی تھی شیدی کو مورکھ گنوار
سمجھ کر نہین کرتا تو گفتگو
جو بیٹی کا میری تو دیکھے جمال
جو یہ سخت کلمہ ہے تو نے کہا
شہر سے بدر تجھکو کروا اونگی
حرمزدگی تیری سناتی ہون مین
تو حبشی کے دل کو ہوئی بیکلی
یہ بڑھیا ہے بیگم کی مختار کار
شہو جو یہ مجھ سے اس سے ہے بیشک عجب
بڑی بی ہو نہین کیون تم اتنی خفا
جو مین کر سکون آپ کا سامنا

یہ حبشی کہاروں سے بولا پکار
سواری محل مین جو داخل ہوئی
جہان پر چنبیلی تھی رہتی مدام
جو دیکھا چنبیلی نے آیا وہ شوخ
اور پاس اپنے اوسنے بٹھایا اوسے
بہت کی عنایت جو آئے حضور
ضعیفہ تو مرزا کو بٹھلا وہان
سلام اوسنے ملکہ کو جا کر کیا
زبان سے کیا جو کہ اقرار تھا
بڑا کام تیرا کر آئی ہون مین
کہا سنکے ملکہ کے دل کا قلق
گلے مین جو پہنے تھی نولکھا ہار
کہا ملکہ نے میری اتنا ان بتا
ضعیفہ نے حکمت بتائی اوسے
چنبیلی کے پاس اوسکو مین لائی ہون
تو جب چاہنا اوسکو لینا بلا
ولیکن یہ کہنا میرا کیجیو
فجر کو تیرے پاس مین آؤنگی
کہا اوسنے بہبودی بس جاؤنگی
یہ کہکر ضعیفہ گئی بس وہان
رسیلی کو ملکہ نے فورا بلا

محل مین سواری دو جلدی اوتار
مکان مین چنبیلی کے وہ لے گئی
اوسیکا تھا اوس کمرے مین اہتمام
تو کمرہ مین اپنے چھپایا وہ شوخ
کلام اپنا شیرین سنایا اوسے
میرے گھر مین تشریف لائے حضور
گئی جس مکان مین تھی ملکہ جہان
ملے جو تھا انعام دینے کہا
جواہر ابھی دیجیے بے بہا
ہتھیلی پہ رکھ جان لائی ہون مین
کہ اسنے نباہا ہے خدمت کا حق
دیا اوسکو انعام اوسنے اوتار
کہان تو نے رکھا ہے اوسکو چھپا
کہ اسطرح سے ہون مین لائی اوسے
اور سب بند و بست اچھا کر آئی ہون
خوشی کرنا دل پاس اپنے بٹھا
صبح کو نہ رہنے اوسے دیجیو
کسی طور سے اوسکو لیجاؤنگی
تیرا حکم بے عذر مین مانونگی
جہان پر تھا رہنے کا اوسکے مکان
یہی خوب سمجھا کے اوس سے کہا

جنبیلی کے کمرہ مین تو جلد جا ۔ وہ گل وہان پہ بیٹھا ہی اوسکو لے آ
مت کے کمرہ مین اوسکو بٹھلائیو ۔ اور خاطر تواضع سے پیش آئیو
گئی حکم سنکر رسیلی وہان ۔ کہ پوشیدہ بیٹھا تھا وہ گل جہان
کہا یہ جنبیلی سے تھام اوسکا ہاتھ ۔ تو اس گل کو لے چل ابھی میرے ساتھ
چلین لیکے مرزا کو دونون خواص ۔ کہ پہونچایا ملکہ کے کمرے مین خاص
کہ مسند پہ جاکر بٹھایا اوسے ۔ تجمل مکان کا دکھایا اوسے
وہ آئینونکی قد آدم بہار ۔ تھے ہر کمرے مین وہان لگے چار چار
تھے جھاڑ اوسمین سوتی کے بیشمار ۔ کنول کی برابر تھی اونمین قطار
تھین ہر رنگ کی سیکڑون ہانڈیان ۔ بہت فرش عمدہ پہ ہر دونگیان
کرے جو کوئی غور تصویرون کو ۔ یہی چاہے دل اونکو دیکھا کرو
سنہلے روپہلے براکٹ تمام ۔ عجائب مرصع کا تھا اوسپہ کام
کنول کی چڑھین سیکڑون جوڑیان ۔ کرون اونکی کیا روشنی کا بیان
بہت فرش معقول تھا لا بیان ۔ زری کی بچھی جس پہ مسند وہان
جڑاؤ بچھا تھا وہان اک پلنگ ۔ جو انسان دیکھے تو ہو عقل دنگ
بہت نرم توشک تھی اوسپر بچھی ۔ اور اوپر تھی شبنم کی چادر کھنچی
دھرے تکیے مخمل کے تھے نرم نرم ۔ ہو مسہری کو جسکے دیکھے سے شرم
مہیا زمانے کا سامان تھا ۔ ہر اک اپنے موقع سے تھا دان رکھا
لکھون گر مین کوٹھی کا بالکل بیان ۔ تو ہو ختم ہرگز نہ یہ داستان
وہ خلوت مین بیٹھا تھا اسطرح ۔ ستارون مین ہوتا ہے جسطرح

وصال عاشق و معشوق

پلا مجھکو ساقی مئے پرتگال
کہ اتنے مین آئی جو ملکہ جہان
وہ پوشاک پہنے ہوئے برق تھی
ہوئی سامنے آکے جب وہ کھڑی
یکایک جو ہاتھون سے دل کھو گیا
گئی بیٹھ کرسی پہ ملکہ جہان
کہا یہ جنبیلی سے ملکہ ہوا
تو پہلو مین جا بیٹھ خود اسکے پاس
پکڑ کر جنبیلی نے ملکہ کا ہاتھ
کہا یہ جنبیلی نے اے میری جان
ترے گھر مین یہ آج مہمان ہے
مین کہتی ہون اس سے ذرا بول تو
ہے قسمت اسکی جو آیا ہے یہ
جنبیلی نے مرزا سے پھر یہ کہا
تو تقدیر اپنی سے شیدا نہین
ہے بادشہزادی تو ہی غریب
جنبیلی نے مطلب کی چھیڑی
خوشی کی لگے کرنے باتین بہم
تھا یہ تذکرہ درمیان مین رہا
تھا جس روز سے مین نے دیکھا تجھے
جنبیلی نے ملکہ کے کہنے سے لا

کہ معشوق و عاشق کا کردون وصال
یہ دیکھا کہ بیٹھا ہے وہ دستان
جواہر کے دریا مین گو غرق تھی
تو سینہ مین برچھی سی اوس کے گڑی
اوسے دیکھ سکتے ہین وہ ہو گیا
تو دیکھا کیا چپکے وہ نیم جان
ترا رعب اسپہ ہے غالب ہوا
بجا ہین نہین اسکے ہوش و حواس
بٹھایا بغل مین جو مرزا کے ساتھ
نہ کر شرم تو اب کہا میرا مان
اسے بات کرنیکا ارمان ہے
تکلم سے شیرین دہن کھول تو
ہے لازم تجھے قدر تو بھی کرے
تو کیون چپکا بیٹھا ہے اے مہ لقا
گلے سے اسے کیون لگاتا نہین
ملی تجھکو یہ تیرے جاگے نصیب
تو اک بار دونون کو آئی ہنسی
گیا بھول فرقت کا رنج و الم
تو دل کھول کر اسنے اس سے کہا
تھا آرام ہرگز نہ دم بھر مجھے
صراحی و ساغر کو حاضر کیا

بھرا جام مے آپ ساقی ہوئی
کہ تو ہاتھہ سے اپنے بھر کر پلا
بہت کہنے سے اوسنے بس کیا کہین
لگی ہنسکے کہنے یہ ملکہ جہان
اگر چاہے دل تو اسے پیجیے
جو مرزا نے ملکہ سے ساغر لیا
پلائے جو مے یار تو پیجیے
اور اوسنے بھی ساغر کو جلدی بھرا
لگے کرنے باہم جو وہ میکشی
گئے نشہ مین ہوش اوسکے جو کھو
پکڑ کر شتاب اوسنے ملکہ کا ہاتھ
لگا کہنے اک لحظہ تو آن کر
محبت سے گردن مین ہاتھونکو ڈال
میرے پاس آ تو ذرا میری جان
پیاسا ہون مین شربت وصل کا
یہ دیکھی چنبیلی نے جو چھیڑ چھاڑ
ہوئے دونون تنہا جو وہ ماہرو
خوشامد بہت اوسنے کی دیر تک
اوٹھا گود مین لے پلنگ پر گیا
سُنی اوسکی ہرگز نہین قیل وقال
وہ گرچہ کہا کی نہین رے نہین

اور ملکہ کو دیکر یہ کہنے لگی
مزا ساغر مے کا اسکو چکھا
نزاکت سے ساغر لیا ہاتھ مین
یہ کہتی ہون مین تمسے اے جانجان
تواضع قبول اب میری کیجیے
تو یہ عدل کا شعر اوسدم پڑھا
نہ انکار ہرگز ذرا کیجیے
دیا منھ سے ملکہ جہان کے لگا
بھرا جبکہ ساغر صراحی ہنسی
تو مرزا علی نے کہا ہو سو ہو
طرف اپنے کھینچا محبت کے ساتھ
ذرا میرے زانون پہ رکھ اپنا سر
میرے دل کی سب حسرتونکو نکال
نہ تڑپا زیادہ کہا میرا مان
مجھے ساغر وصل جلدی پلا
کیے بند کمرے کے اوسنے کیواڑ
تو دل کھول کر خوب کی گفتگو
تو پھر ہتھہ پائی ہوئی بیدھڑک
وہ کہتی رہی چھوڑ اے بےحیا
کمر مین دیا ہاتھ شوخی سے ڈال
کہا اوسوقت کوئی سُنے ہو کہین

نہ مانا وہ اوس گل کو قابو مین کر
یہ چھوٹی رکھائی تھی اوس ماہ کی
وہ ظاہر مین انکار کرتی رہی
وہ کہنے کو بس کسمساتی رہی
لگے دونون جو آپس مین وہ ہلنے
دریچے در حسن کا کھل گیا
نئے طرز سے پھر کرون مین بیان
کسا جب سواری کا پیچ اک گرا
وے پیچ ایسے گھستے کرون کیا بیان
پچتی مین دونون برابر رہے
بھر آئے جو آپس مین دونونکے دم
برابر کی اونہین جو کشتی ہوئی
اوٹھے پیکے جسدم شراب وصال
سنبھالے جو دونون لبس پیرہن
اودھر عرق مین غرق وہ مہ جبین
چنبیلی کو اس کی جو آہٹ ملی
جواہر کا حقہ بہت خوشنما
وہ پیتے تھے اسطرح دونون بہم
ہوئی دیر تک دونون مین گفتگو
یہ بولی کہ آرام کیجیے ہوا
مسہری پہ شمس و قمر جو گئے

کیا جو کہ اوسکو تھا مد نظر
وہ دل سے پیاسی تھی اس چاہ کی
وے ہاتھ کو لے پہ دھرتی رہی
مزا لب کا اوسکو چکھاتی رہی
خوشی سے طرح گل کی وہ کھل گئے
تو کرنے کو سیر اوسکی وہ گل گیا
لڑے گو اکھاڑے مین دو پہلوان
بمجبوری چت اوس کو ہونا پڑا
پہلوان کا رگڑا سے پہلوان
گویا خوج جی کے اکھاڑے تھے
زیادہ تھا کوئی نہ کوئی تھا کم
پھر آخر کو دونون کو سستی ہوئی
پلنگ پر سے اوترے وہ دونون ہلال
بیان کیا کرون مین بقول حسن
لگے آنکھ مینچی اودھر نازنین
تو لیکر حقہ کو فورا چلی
بیان مین کرون اوسکی خوبی کیا
کہ بھرتے تھے گویا محبت کا دم
چنبیلی بھی بیٹھی رہی روبرو
تمھارے بھی سونیکا وقت اب ہوا
طرح ابر کے چھوڑ پروے دیے

ہوئے جب ہم آغوش وہ ماہرو — محبت سے کرنے لگے گفتگو
کہا شاہزادی نے اے میری جان — حسب اور نسب کر تو اپنا بیان
تو ہے کون اور کہاں تیرا گھر — اور کسطرح کرتا ہے اپنی بسر
کہا اوسنے اے جان ملکہ جہان — میں کرتا ہوں احوال اپنا بیان
میرا باپ ہے تاجر دن میں بڑا — کہ ہے نام اونکا میاں مصطفیٰ
ہر اک ملک میں اونکی ہیں کوٹھیاں — کروروں کی چلتی ہیں بس ہنڈیاں
خدا کی عنایت سے ہیں مال دار — ہر اک مال کی جنس ہے بے شمار
فقط ایک بیٹا میں ہی اونکا ہوں — ہوں مختار کل جو میں چاہوں کروں
بہت ناز سے بس پلا ہونگا میں — کہ ماں باپ کا لاڈلا ہوں کہ میں
نہیں کچھ بھی کرتا ہوں میں کاروبار — کیا کرتا ہوں سیر لیل و نہار
مہیا زمانے کا آرام ہے — مجھے عیش و عشرت سے بس کام ہے
نظر آیا جس دن سے تیرا جمال — کہوں کیا میں اے جان جو کچھ تھا حال
کوئی شے جہاں کی خوش آتی نہ تھی — تیرے ہجر میں جان جاتی نہ تھی
تپ ہجر سے جلتا تھا تن بدن — کہوں کیا میں تجھ سے بقول حسن
یہ حسن و جوانی اور یہ ہجر یہ غم — ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم
کسیطرح جب دلکو پڑتی نہ کل — تو یہ عدل کی تھا میں پڑھتا غزل

غزل عدل

کہوں عشق میں کیا حقیقت ہوئی — نئی سر پہ میرے مصیبت ہوئی
نہ پھر ہونگا عاشق کسی اور پر — کہ دل مجھکو دیکر نصیحت ہوئی
میں مرتا رہا تیری الفت میں مفت — تجھے کچھ نہ میری محبت ہوئی

میری قدر کیون عاشقون مین نہو | حسینون مین تیری جو عزت ہوئی

ہوا **عدل** جس دن سے عاشق ترا
اوسی دن سے بس اوسکی شہرت ہوئی

میرے عشق نے ہے جو تاثیر کی | تیرے دل مین اوسنے جگہ مجھکو دی
عنایت سے تم نے بلایا مجھے | ہے مرنے سے بیشک جلایا مجھے
کہان تک کرون شکریہ مین ادا | کہ تم ہو شہنشاہ مین ہون گدا
دل و جان سے مین ہون تمھارا غلام | کرونگا مین آنکھون سے خدمت مدام
مین یہ عرض کرتا ہون تم بھی ضرور | کروگی مجھے دل سے اپنے نہ دور
جو ہے شرط خدمت بجا لاؤنگا | قدم سے تیرے سر نہ سرکاؤنگا
یہ کہنے لگی سن کے ملکہ جہان | یہی مین بھی ہون چاہتی میری جان
ولے اس جگہ میرا چارہ نہین | کہ انسان کا یہان گذارہ نہین
بتا تو ہی آیا ہے یان کس طرح | بلایا ہے مین نے تجھے جس طرح
ہزارون طرح کا ہو اس جا پہ ڈر | کہین سن نہ لین بادشہ یہ خبر
خدا جانے کیا حشر برپا کرین | کسے مارین اور کس پہ تہمت دھرین
سزا جو کہ ہے سخت پائیگا تو | کہ بس جان سے مارا جائیگا تو
کبھی مجھکو جیتا نہ چھوڑینگے وہ | محبت کے رشتہ کو توڑینگے وہ
خواصین بہت ہین کہون تجھسے کیا | حرمزادے موذی ہین خواجہ سرا
بہت مجھسے بدزن ہے پرچہ نویس | ہین ہمراہ مخبر لگے اوس کے بیس
بہن ہے میری چھوٹی ملکہ نگار | اوسے والدہ دل سے کرتی ہین پیار
بہت عمر مین مجھسے چھوٹی ہے وہ | کرون کیا بیان اوسکا کھوٹی ہے وہ
وہ رہتی ہے مان پاس ہر دم شریر | ہے چودہ برس کی بہت دلپذیر

بہت اوسکو مین چاہتی دلسی ہون
مجھے دیکھ تیوری بدلتی ہے وہ
وہ چغلی میری مان سی کھاتی ہی کیون
نہایت مجھے اوس سے لگتا ہے ڈر
تو اک اک کی سو سو لگائے گی وہ
اسی مین ہے بہتر کہ تو یان سے جا
جو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا
اگرچہ ہزارون ہین دنیا مین گل
تو شوہر میرا اور مین لونڈی تیری
صبح کو ہمین یہان آئے گی
ہوئی گفتگو جب یہ ملکہ کے ساتھ
سخن تونے اے جان یہ کیا کہا
مجھے پھر کہے گی جو جانے کو تو
تیرے در کی چوکھٹ سی ٹکرا کے سر
کرونگا نہ ہرگز مین ست وہ تیرا
تیری دوری مجھکو گوارہ نہین
لکھی تھی تیرے ہاتھ میری قضا
یہ سچ ہے کہ مین تیرے لایق نہین
بتا عرش پر کیون چڑھایا مجھے
تجھے ایسا اول تو کرنا نہ تھا
کیا ہے تو لازم ہے کرنا نباہ

وہ رکھتی عداوت ہی بس کیا کہون
خدا جانے کیون مجھسے جلتی ہے وہ
طرف سے میرے دل ہٹاتی ہی کیون
سنے گی کسی سے جو تیری خبر
خدا جانے کیا گل کھلائے گی وہ
میرے اور تیرے درمیان ہی خدا
نہ دیکھون گی اوسکو بھی تیرے سوا
پیا مین نے تیرا او لے جام ل
تجھی سے ہوئی میری ہم بستری
کسی طور سے تجھکو لے جائے گی
تو مرزا نے غم سے ملے اپنے ہاتھ
صبح کو تو کر دے گی مجھکو جدا
تو جان اپنی دونگا تیرے روبرو
مین جان اپنی بس دونگا اے سیمبر
جوانی مین تھا مجھکو مرنا بدا
خدا کی ہے مرضی مین چارہ نہین
ملی دل لگانے کی مجھکو سزا
تو کیون پہلے الفت کی اے نازنین
اور پھر دھوکا دیکر گرایا مجھے
قدم راہ الفت مین دھرنا نہ تھا
نکر مفت لازم تو مجھکو تباہ

و لیکن یہ کہنا میرا کیجیو — صواب اتنا بہر خدا کیجیو
کہ جسوقت جائے میرا دم نکل — تو تلوے میری آنکھونسے دینا مل
اسی جا پہ تو دفن کرنا مجھے — تو بہتر ہے جینے سے مرنا مجھے
یہ رو رو کے اوسنے کیا جو بیان — تو ملکہ بھی لینے لگی ہچکیان
کہا شاہزادی نے اے میری جان — مین صدقے تیری تو کہا میری جان
تو ایسا پریشان خاطر نہو — غم و رنج مین جان اپنی نہ کھو
کرون کیا و لیکن مین مجبور ہون — مین کہنے سے تیرے نہین دور ہون
ہے انصاف کی جا تو ہی دے بتا — کہ اس مین ہے میری بھلا کیا خطا
تیری بہتری کو یہ کہتی ہون مین — نیا داغ دل پر یہ سہتی ہون مین
تیری مرضی اے جان اسمین جو ہے — مین حاضر ہون جو کچھ تو مجھسے کہے
یہی پھر بھی کہتی ہون اے جان جان — ہے اچھا نہین تیرا رہنا یہان
کلیجہ مین جو چوٹ غم کی لگی — جب جانے لگا ہو تمھیں مرزا علی
اگر لاکھ صدمے اوٹھاؤنگا مین — یہان سے نہین جیتا جاؤنگا مین
گلے مل کے دونون وہ رونے لگے — اور اشکون سے منھ اپنا دھونے لگے
چنبیلی تھی کمرہ کے باہر کھڑی — جو آواز رونے کی اوس نے سنی
چلی آئی فوراً وہ ملکہ کے پاس — اور دیکھہ حال اوسکا ہوئی بدحواس
کہا یہ چنبیلی نے ملکہ بوا — ہے کیون روتی بتلا مجھے کیا ہوا
اور یہ گل بھی آزردہ ہے کس لیے — جو زانو پہ بیٹھا ہے سر کو دیے
خوشی مین ہوا تمکو کیونکر ملال — بتاؤ مجھے صاف تم دل کا حال
کہ تم دونون کیون ایسے غمگین ہو — مین صدقہ گئی جلد مجھسے کہو
کہا شاہزادی نے رو رو کے حال — بہن کیا کہون تجھسے دل کا ملال

تیری ماں جو کل اسکو لیجاویگی
تو یہ گل بھی جانے کی سنکر خبر
مجھے اسکی فرقت گوارا نہین
جو چھٹ جائیگا مجھسے یہ مہ جبین
کوئی مجھکو تدبیر ایسی بتا
چنبیلی نے ملکہ سے بس سنکے یون
بھلا اسکا یہان رکھنا مشکل ہے کیا
میری ماں کو تو راضی کر لیجیو
جو تہ خانہ اس کمرہ کے نیچے ہے
مین حاضر خبر گیری کو ہون مدام
کسیطرح کا تو نہ اندیشہ کر
تو جب چاہے اوسکو بلا لیجیو
چنبیلی نے ملکہ سے جب یہ کہا
گلے بس خوشی سے لگایا اوسے
چنبیلی سے ملکہ جہان نے کہا
چنبیلی تو میری دل و جان ہے
تیری ماں کو راضی تو کر لونگی مین
کہا یہ چنبیلی نے ملکہ جہان
تو شہزادی جس کام کو حکم دے
تیرے کام مین میرا حاضر ہے سر
چنبیلی گئی غمزدہ جو رہے

مجھے داغ فرقت کا دیجائیگی
اسی غم مین بیٹھا ہے خستہ جگر
و لے اس جگہ میرا اجارہ نہین
تو پھر شکل جینے کی میری نہین
کہ کچھ روز رکھون مین اسکو چھپا
کہا تو پریشان خاطر ہے کیون
فرشتہ بتجائیگا تیرے سوا
جو تجھ سے کہے تو اوسے بھیجیو
اوسی مین یہ پوشیدہ دن کو رہے
رہے گا حوالہ میرے بس یہ کام
سدا کرنا عیش طرب مین بسر
مزا خوب شب بھر اوٹھا لیجیو
تو ہوش و حواس اوسکے آئے بجا
اور پہلو مین اپنے بٹھایا اوسے
یہان کون میرا ہی تیرے سوا
سراسر تو بس عیش کی کان ہے
و لے تیرا احسان نہ بھولونگی مین
ادا حق تیرا مجھسے ہووے کہان
بجا لاؤن آنکھون سے فوراً اوسے
زیادہ گئی رات آرام کر
لگے لگ کے آرام سے سو رہے

چنبیلی تحیر آکے کاشانہ مین — گئی لے کے مرزا کو تہ خانے مین
یہ تہ خانے کی خوشنمائی سنو — شمع جس مین در کار شب کو نہو
بچھا فرش معقول تھا جا بجا — بہت سبز کرسی سے تھا وہ سجا
ضرورت ہو جس شے کی انسانکو جب — ہوئی فی الفور موجود سامان سب
چنبیلی نے اوس گل کو بس پاس جا — بٹھا کر پلنگ پر یہ اوس سے کہا
یہان آپ تشریف رکھیے حضور — مین آؤنگی پھر دو پہر کو ضرور
اور ملکہ بھی غفلت سے بیدار ہو — لگی بیٹھ مسند پہ منھ ہاتھ دھو
تھی خلوت مین بیٹھی جو ملکہ جہان — کہ اتنے مین خانم بھی آئی وہان
اوسے اوٹھ کے ملکہ نے تعظیم کی — برابر جگہ بیٹھنے کو تھی دی
گئی بیٹھ خانم جو ملکہ کے پاس — تو چہرے کو اوس گل کے دیکھا اوداس
کہا اوس سے خانم نے ہے کیون ملول — ہوے سب تیرے دل کے مطلب حصول
بتا اوسکو کسطرح لیجاؤن مین — اسی گھر مین اب اوسکو پہونچاؤن مین
جو ملکہ سے یہ بات اوس نے کہی — تو سینہ مین برچھی سی بس گڑ گئی
نہ بولی ضعیفہ کی باتون مین وہ — فقط اشک بھر لائی آنکھون مین وہ
کہا دیکھکر پھر ضعیفہ نے یہ — تو کرتی ہے کیون رنج اے رشک مہ
اسی مین جو مرضی تیری پاؤنگی — تو پھر اوسکو موقع سے لے آؤنگی
لگی کہنے خانم سے ملکہ جہان — کوئی دن تو رہنے دے اوسکو یہان
کیا ہے جو ممنون احسان مجھے — تو کرتی ہے اب کیون پریشان مجھے
ضعیفہ یہ سنکر ہوئی بس خفا — لگی کہنے تجھکو ہے کیا ہو گیا
جو کچھ نیک و بد ہے سمجھتی نہین — اگر راز کھل جائیگا ہم کہین
تو ہاتھون کے یان خون ہو جائینگے — ہزارون سزا سخت یہان پائینگے

تیرا تو خدا جانے کیا ہو گا حال — میری پہلے بس کھینچی جاوے گی کھال
تو دیوانی ملکہ جہان بس نہو — مین کہتی ہون اپنی جوانی نہ کھو
یہی تجھ سے کہتی ہون مین بار بار — تیری دشمن جان ہے ملکہ نگار
سدا فکر مین تیری رہتی ہے وہ — برائی تیری مان سے کہتی ہے وہ
بہت اوسکی جانب سے مجھکو ہے ڈر — کہین سن نہ لے وہ بیان کی خبر
خدا جانے کیا رنگ لاوے گی وہ — میرا سر تو بیشک کٹاوے گی وہ
ہے اس سے یہ بہتر کہ تو ضد نکر — ضرر اسکے رہنے مین ہے سر بسر
مین ہرگز نہ مانونگی اے سیمبر — زیادہ کلام اب تو مجھ سے نہ کر
ہوئی جب کہ ناچار ملکہ جہان — تو رو رو کے لینے لگی ہچکیان
تجھے مان سے بھی بڑھ کے جانونگی مین — سدا تیرا احسان مانونگی مین
زیادہ کہون تجھسے مین اور کیا — میری اور تیرے درمیان ہے خدا
خوشامد سے ملکہ نے جب یہ کہا — تو خانم ہوئی نرم دل مین ذرا
کہا خیر ملکہ جو تو چاہے کر — بہن تیری سن لے نہ بان کی خبر
میرا یاد رکھنا یہ کہنا ضرور — ذرا اوس سے تو رہیو بس دور دور
یہی تجھسے کہتی ہون مین بار بار — بہن سے تو رہیو بہت ہوشیار
چنبیلی نے خانم کو راضی کیا — تو ملکہ نے اوسکو بہت کچھ دیا
کہا اوس سے ملکہ نے سب ماجرا — مین اسطرح رکھونگی اوسکو چھپا
بہت طرح سمجھا کے خانم گئی — رسیلی چھبیلی چنبیلی رہی
مصاحب یہی تینون ملکہ کی تھین — کمر چست خدمت مین باندھے رہین
گئی ایک اونمین سے مرزا کے پاس — کہ دل اوسکا ہووے نہ جسمین اداس
اور ملکہ بھی پھر جلد حمام کر — جواہر مین ہو غرق بس سر بسر

گئی ماں کی خدمت مین ملکہ جہان
ہنسی اور خوشی سے رہی وہ وہان
بہن سے بہت پیار کی باتین کین
ہوئی شام تو آئی ملکہ جہان
اودھر جا چنبیلی نے اوس گل کے پاس
جواہر پہنایا اوسے بے بہا
کٹا دن ہوئی رات آرام کی
اشارہ سے ملکہ کے مرزا کو جا
وہ آیا تھا اس شوکت و شان سے
گیا بیٹھ پہلو مین بس آن کے
وہ اسطرح بیٹھے تھے دونون وہان
دے تشبیہ کیا نکتہ چین کوئی واہ
وہ کرتے تھے وہان عیش و عشرت بہم

رہا مرزا شہ خانہ مین بس وہان
وہین پر کیا کھانا بھی نوشجان
ولے وہ رہی اوس سے چین بجبین
جہان پر تھا خلوت کا اوسکے مکان
کہ پہنایا شاہانہ اوسکو لباس
کیا ہر طرح سے بس آراستہ
ہوئی گرم صحبت دل آرام کی
چنبیلی وہان پر لے آئی بلا
مشابہ تھا بالکل سلیمان سے
وہ معشوق اپنا اوسے جان سے
یہی دل کو میرے ہوا بس گمان
فلک سے اوتر آگئے و مہر و ماہ
تھا از شمار اونکو نہین رنج و غم

اضطراب والدین مرزا علی

پلا مجھکو ساقی دوبارہ شراب
قلق دل پہ تھا اونکے حد سے سوا
عجب ماجرا ہے یہ اولاد کا
جدا جانور کا جو بچہ کرو
جوان جب ہوئی کچھ نہین جانتے

لکھون اوسکے ماں باپ کا اضطراب
فلک اونسے برہم جو تھا ہو گیا
کہ بچہ ہو گذرا وہی جانتا
تو پھر دیکھو کیا غیر حال اونکا ہو
کہان باپ و ماں کو ہین پہچانتے

تو انسان کو کیونکر نہووے خیال
چھٹے جسکا فرزند صاحب جمال

نہ آیا جو وہ رات تک دل ربا
تو مان کا عجب حال غم سے ہوا

پسر کے تصور مین رو زار زار
وہ شوہر سے کہتی تھی یہ بار بار

نہین آیا اب تک کہان وہ رہا
بلا شک ہے تمنے اوسے کچھ کہا

یہ سنتے ہی برہم ہوا مصطفا
تو کرتی ہے کیون میرے دلکو خفا

مین کیا حال بیٹے کا تیرے کہون
ہے لازم یہ مجھکو کہ چپ ہو رہون

نہین خرچ کا اوسکے ہے کچھ شمار
بہت تنگ آیا ہے تجھو بلدار

جو پاتا ہے کوٹھی سے لاتا ہے وہ
اور بیہودہ پن سے اوڑاتا ہے وہ

جو مین نیک راہ اوسکو کہتا ہون چل
تو لیتا ہے وہ مجھسے آنکھین بدل

تیرے ڈر سے کچھ اوسکو کہتا نہین
میرے پاس ہرگز وہ رہتا نہین

تو یہ جانتی ہے وہ کوٹھی گیا
نہ جانے کہان جاتا ہے بیحیا

جو ہے مال و دولت وہ سب کھوئیگا
میرے بعد مرنے کے وہ روئیگا

کسیکی نہ بد ایسی اولاد ہو
جو ڈالے بزرگونکا نام اپنے کھو

نکلجائے وہ بیاہ سے بہتر ہے یہ
بہت تیرا فرزند ابتر ہے یہ

یہ سنتے ہی شوہر سے ہو کر خفا
بہت اوسنے رو رو کے اوس سے کہا

یہ دولت تو کچھ بھی نہ آوے گی کام
رہیگا تمھارا فقط اوس سے نام

حقیقی مین تم کو خدا نے دیا
فقط سات لڑکون مین ہے یہ جیا

تم اسکو بھی ہو دیکھ سکتے نہین
بھلا روز لڑکے ہین ہوتے کہین

تمھین اپنی دولت کا ہوگا خیال
پیارا ہے مجھے دل سے ہے اپنا لال

موئے پر تو آخر ہے مالک وہی
وہ جو چاہے لے بعد چاہے ابھی

کیا اوسنے شوہر سے جو یہ بیان
رہا رات بھر فکر مین نیم جان

نہ آیا جو دو روز وہ دل فروز ہوا غم سے سینہ مین دونونکے سوز
اوسے یاد آیا جو وہ مہ جبین تو رو رو کے تر اپنی کی آستین
لگا کہنے بیٹا غضب کیا کیا یہ کس وقت کا مجھ سے بدلا لیا
بغیر از کہے تجھکو جانا نہ تھا بڑھاپے مین یہ غم دکھانا نہ تھا
اگر تجھکو جانا کہین تھا ضرور کہا کیون نہین مجھسے اے بے شعور
جو درکار ہو تجھکو وہ آکے لے ضعیفی مین رنج والم تو نہ دے
یہ سب مال و دولت ترا ہے تمام ہمین ہے فقط خشک روٹی سی کام
ہمین خشک روٹی فقط دیجیو یہ سب جتنی دولت ہے تو لیجیو
کسی سے اگر ہے کہین دل پھنسا بلا دون ابھی تجھکو مجھسے بتا
میرے پاس دولت جو ہے بیشمار تجھے خرچ کرنیکا ہے اختیار
تو جسطرح چاہے اوسے صرف کر اور زنہار مسلا نہین یان ڈر
یہ سب مال و دولت ترے آگے ہو تو پوشیدہ آنکھونسے میری نہو
جو اسطرح رو رو کے کہنے لگے تو تینون کے بھی اشک بہنے لگے
تو پاس اوسکے بیٹھے تھے اوسدم رفیق لگے اوسکو سمجھانے وہ سب شفیق
کہ صاحب تمھارا کدھر ہے خیال ہین کسواسطے آپ کرتے ملال
ہے ایسا وہ نادان سمجھے نہین کہ جو راہ مین بھول جائے کہین
وہ ناچ اور تماشہ مین ہوگا کہین اسی وجہ سے اب تک آیا نہین
ذرا ہوش مین آؤ بیخود نہو تلاش اوسکے یارونکے گھر تو کرو
امین چند ہے جوہری اوسکا یار بہت دل سے وہ کرتا ہے اوسکو پیار
میرے ساتھ گھر اوسکے چلیے حضور ملیگا پتہ اوسکا اوس سے ضرور
کہے کے بموجب وہ خستہ جگر امین چند کے وہ گیا آپ گھر

امین چند نے دیکھا کہ آیا میان — ہین کسواسطے آج آئے یہان
قدمبوس ہو کر بٹھایا اونھین — کلام اپنا شیرین سنایا اونھین
زہے میری قسمت جو آئے ہین آپ — میرے گھر مین تشریف لائے ہین آپ
کہان میرا بھائی ہے مرزا علی — بہت دل کو بے اوسکے ہے بیکلی
یہ سنتے ہی اوس سے وہ رونے لگا — اور فرقت مین جان اپنی کھونے لگا
کہون بیٹا تجھ سے مین کیا ماجرا — ہے پرسون سے غائب وہ بھائی تیرا
بہت اوسکی ہے جستجو مین نے کی — کسی نے خبر آکے مجھکو نہ دی
مین یہ جانتا تھا وہ ہوگا یہان — تو خود پوچھتا ہے کرون کیا بیان
امین چند تم اوسکے بس یار ہو — تلاش اپنے بھائی کی جلدی کرو
تیری مان کا فرقت مین ابتر ہے حال — کہ بچنا بہت اوسکا اب ہے محال
کوئی ایسی تدبیر تو کیجیئے — ملے آکے مرزا تو وہ اب جیے
امین چند کو دل سے بھی اسکی چاہ — یہ سنتے ہی نکلی کلیجے سے آہ
وہ اشک اپنی آنکھون مین بھر کر شتاب — لگا پڑھنے گویا تھا غم کی کتاب
بتاؤن مین تمکو کہان وہ گیا — دیا داغ دل پر میرے یہ نیا
میری عقل یان کام کرتی نہین — طبیعت ہے اسجا پہ بھرتی نہین
گیا کس لیے وہ محبت کو توڑ — تڑپتا مجھے نیم بسمل سا چھوڑ
کوئی شئے وہ مجھسے چھپاتا نہ تھا — کہین بے کہے مجھسے جاتا نہ تھا
خدا جانے اسمین ہے کیا ماجرا — جو یہ راز اوس نے ہی رکھا چھپا
مگر پرسون آیا تھا وہ میرے پاس — بہت فکر سے تھا دل اوسکا اداس
بہت مین نے پوچھا وہ بولا نہین — خموشی سوا لب کو کھولا نہین
وہ زانو پہ سر رکھکے بس جھک گیا — ولے کہتے کہتے وہ [illegible] رک گیا

نہ معلوم اسمین تھا اسرار کیا — کل آنے کا وعدہ جو وہ کر گیا
مین کیا جانتا تھا کہ وہ جائیگا — میری جان پر آفت اک لائیگا
نہین روک رکھتا مین واقف نتھا — کبھی ہونے دیتا نہ اوسکو جدا
جو وہ مجھ سے کہتا بجا لاتا مین — جسے چاہتا بس بلا لاتا مین
نہ آگاہ تھا اس سے مجبور ہون — کہین جانے دیتا نہین کیا کہون
تلاش ہر جگہ اوسکو کرتا ہون مین — اور پتھر کو سینہ پہ دھرتا ہون مین
امین چند نے نوکرون کو بلا — بتاکید ہر ایک سے یہ کہا
کہ جتنی طوایف ہین اور کسبیان — تم ہر ایک کا جاکے دیکھو مکان
پتہ اوسکا تم جس جگہ پائیو — اوسے دیکھ فوراً یہان لائیو
تمھاری زبانی یہ سنکر خبر — مین فوراً اوسے لاؤنگا اپنے گھر
میرا جو کہ مجھسے ملائیگا یار — لے انعام دینار وہ دس ہزار
جواہر بھی دونگا اوسے بے بہا — وہ پاکر خوشی ہوگا حد سے سوا
کہا پھر امین چند نے مہربان — ہے اک یار اور اپنا شہ میر خان
قدم رنجہ کر آپ وہان بھی چلین — کہ شاید وہین ہو ذرا دیکھ لین
گئے دونون وہ میر خان کے جو گھر — ہوئی اونکے آنے کی اوسکو خبر
یہ سنتے ہی دروازہ پر آن کے — تواضع کی مخدوم اونھین جانکے
میان مصطفے کی یہ تعظیم کی — جگہ بیٹھنے کو بھی مسند پہ دی
ادب سے گیا بیٹھ وہ روبرو — خوشامد سے کرنے لگا گفتگو
یہ فرمائین صاحب کدھر آئے ہین — میرے گھر پر تشریف کیون لائے ہین
وہین پر طلب کیون نہ مجھکو کیا — امین چند آپکو کیون دکھ دیا
امین چند نے کیفیت سب کہی — کہ پرسون سے غائب ہی مرزا علی

خدا جانے وہ کسطرف سے گیا
یہ سنتے ہی اوسنے بھی اک آہ کی
ولیکن سپاہی تھا وہ عقل ور
بہت عادتیں اوسمیں ہینگی خراب
کہون کیا نشہ مین وہ بیہوش ہو
کرین کچھ نہ اندیشہ ہرگز جناب
پیادے جو وہان پیشدستی کے تھے
طلب سامنے سب کو فوراً کیا
نہایت میرے دل کو ہے بیکلی
تلاش اوسکی ہرجا پہ تم لوگ کہ
جو مجھسے ملا دیگا بس میرا یار
یہ حکم اپنے افسر کا سنکر جوان
کہا پھر امین چند نے لو خبر
ہمارا لڑکپن کا وہ یار ہے
یہان سے مکان اوسکا گرچہ ہو دور
گئے جب کہ تینون وہ میکو کے گاؤن
اونھین ابہی نکلی پہ اوسنے بہا
بتا ڈگوستیان کہان ائے ہو
امین چند نے جب کہا اوس سے حال
وہ سنتے ہی کرنے لگا ہائے ہائے
پیرون مونہ سے اوس نے بھی کہی جو بھبٹ

بہت ڈھونڈھا اوسکو نپا یا پتا
جگہ اپنے سینہ مین بس غم کو دی
یہ بولا کہ صاحب ہی کیا اس مین ڈر
کہین پیتا ہوگا وہ بیٹھا شراب
کسی کی بغل مین رہا ہوگا سو
مین کرتا ہون تدبیر اسکی شتاب
اور ہرکارے جو کوٹ گشتی کے تھے
یہی حکم ہر اک کو اوسنے دیا
کہ غائب ہے دوونسے مرزا علی
مجھے اسکی فوراً سناؤ خبر
کرونگا مین فوراً اوسے صوبہ وار
لگے ڈھونڈھنے اوسکو گھر گھر وہان
کہ شاید گیا ہو وہ میکو کے گھر
ہمیشہ جدائی کا غمخوار ہے
ولیکن وہان آپ چلیے ضرور
وہ سنتے ہی آیا چلا ننگے پاؤن
دہاتی زبان مین یہ کہنے لگا
چرن موری بکھری مین کیون لائے ہو
تو میکو کو سنکر ہوا غم کمال
کہان کو گوا ہے ارے مور بہائے
مین جا وت تھا جنیل گنجوا کے پینٹ

اور موڈے پہ موری جو گٹھڑی رہی — تو بیٹھیا مین ہم تن بکئی بہت کہی

کہا مونہہ سے ای ہون گو ہانڈی تو ہار — پھر سے بہور بتاؤ کہان مور یار

ہیسر پا کو ڈاوہکا لے جیسے ودر — تو سسری کا مین موڑ کیٹھون جدور

مین سانپنی کہت ہون ست کر تو ہار — ہون ایسا انا ڑی مین مورکھ گنوار

جہان تہون بتاؤ تتان جاؤ نہین — اور کنیان مین اوہکا چڑھا لاؤ نہین

ارے مور بھیا کہان تو گوا — سمندر مین ڈھونڈھون کہ مین نردوا

اکاسون مین ڈھونڈھون کہ ڈھونڈن پتال — کرون کھوج سبھی جو پاؤن حوال

اور جنگل پہاڑون مین ڈھونڈھو نہین جا — اپن ہونڈ لیہون مین تو رہی بلاے

یہ کہہ اوسنے بہیان کھائی پچھاڑ — کہ جیسے ببیر یا مین گرجاے تاڑ

این جیندنے بس دلاسا دیا — زمین سے اوٹھا گود مین لے لیا

کہا اسقدر غم نہ بھائی کرو — کہ مین جستجو اوسکی تم بھی چلو

خدا کے کرم سے سلامت ہی وہ — کہ اتاکی آنکھون کی نعمت ہے وہ

اوسے تہا بہت دید بازی سی شوق — حسینون کی صحبت سی تہا اوسکو ذوق

کہین عشق کے جال مین پھنس گیا — دل اوسکا کسی زلف مین کس گیا

دل اپنا بھی گرچہ یہان قید ہے — مثل ہے کہ جیتون کی امید ہے

کیا مشورہ سب نے یہ سونچ کر — ہر ایک ملک مین اسکی بھیجو خبر

بہت شہرون مین اوسکی تہین کوٹھیان — سبھون کو لکھی اوسنے یہ چٹھیان

وہان مہتمم کار جو شخص تھے — اوٹھون کو یہی اوسنے مضمون لکھی

اگر میرا فرزند جائے وہان — خبر تار برقی یہ بھیجو یہان

جگہ میرے تم سب اوسے جانیو — جو وے حکم تمکو وہی مانیو

جو کچھ مانگے تم سے اوسے دیجیو — نہ انکار زنہار تم کیجیو

بہت کیا لکھون تم ہو سب ذی شعور — سمجھنا اوسے اپنی پتلی کا نور
وہ آزردہ ہووے گا جس سے ذرا — نہ بخشونگا اوسکی مین ہرگز خطا
مین فوراً خبر پاکے وہان جاؤنگا — اوسے ساتھ بس جاکے لے آؤنگا
وہ سب بند و بست ایسے کرتا رہا — بھروسے توکل پہ دھرتا رہا

داستان ملکہ جہان و مرزا علی

پلا ساقیا مے کی مجھکو قلم — کرون حال ملکہ کا پھر مین رقم
اودھر غم مین تھے دونون خستہ جگر — اودھر عیش مین تھے وہ شمس و قمر
تھی مرزا کو دنیا نہ دین کی خبر — نشہ مین تھا ملکہ کے آٹھون پہر
وہ رہتا تھا جا دن کو تہ خانہ مین — برہمن رہے جیسے بت خانہ مین
صبح کو نہا کر کے وہ رشک حور — کہ جاتی تھی خدمت مین ماں کی ضرور
وہان پاس رہ کر کے دن بھر وہان — چلی آتی تھی گھر مین ملکہ جہان
بسر عیش و عشرت مین ہوتی تھی شب — بیان کیا دوبارہ کرون اوسکو اب
گئے دو مہینے گذر اس مین جب — گھرا ابر برسات آئی عجب
اور پی پی پپیہے لگے بولنے — لگے مور بھی اپنا منھ کھولنے
فلک پر جو دامن دکنے لگی — اندھیرے مین بجلی چمکنے لگی
برستا تھا مینھ ابر جو چھا گیا — دکھائی نہ دیتا تھا گل ہاتھ کا
عجب وقت تھا اور عجب تھی بہار — کہ اتنے مین آپہونچی ملکہ نگار
لگی کہنے ملکہ جہان سے چلو — ذرا آج سیر گلستان کرو
گئے دلکشا مین ہین سلطان آج — وہان ناچ و گانے کا سب ہے سماج
گلستان سے فرمان شہ نے دیا — طلب ہمکو تمکو ہے وہان پر کیا

بدل پیرہن جلد تم ہو سوار
کیا سب نے پہلے انکار جانے کو وہان
نہو یہ کہین دل مین اپنے خفا
زیادہ نہ انکار وہ کر سکی
گئی ہو کے ناچار گلشن مین ساتھ
کیا مجرا دونون نے مان باپ کو
محبت سے سلطان نے بٹھلا لیا
وہ دونون تھین بس حسن مین بی نظیر
کہا دیکھ سلطان نے شکر ہے
کرون شادی دونون کی مین دھوم سے
ہین دونون یہ لایق میرے بادشاہ
اگر تیری مرضی ہو تو مین لکھون
لگی کہنے بیگم کہ راضی ہون مین
لکھے کے بموجب ہے کرنا ضرور
کہا بادشہ نے کہ ملکہ نگار
تمھاری کرین شادی ہم شان سے
یہ سنتے ہی اوس نے دیا مسکرا
اجازت دی یون اوسنے سلطان کو
کہا بادشہ نے کہ ملکہ جہان
شہنشاہ ہے آج سلطان روم
اگر مرضی ہو وے تو پیغام دون

کہ دیکھین گے گلشن کی چل کے بہار
پھر آخر کو سمجھی یہ ملکہ جہان
نہایت مزاج اسکا ہے پر جفا
تھی مرزا کی ملکہ کو بس لو لگی
بہن کا لیے ہاتھ مین اپنے ہاتھ
جھکایا بہت سر وقد آپ کو
ادب سے کہین بیٹھ پہلو مین جا
تھی اک ماہوش ایک بدر منیر
یہی رہتی بیگم مجھے فکر ہے
کہ اک شاہ ایران واک روم سے
کہ ہین خاندانی یہ گیتی پناہ
کہ پیغام شادی کا دونون کو دون
وے ایکبار انسے حضرت کہین
ذرا انکی بھی مرضی لیجیے حضور
بتاؤ تو بی بی ہمین ایک بار
خوشی ہو تو سلطان ایران سے
لیا شرم سے منھ کو اپنے چھپا
کہ جیسا ہے لازم مسلمان کو
ہے اسوقت دل تیرا مبتلا کہان
حکومت کی ہر اوسکی ملکونمین دھوم
تیری شادی اوس بادشہ سے کرون

یہ سنتے ہی لی اوسنے تیوری چڑھا — نہ کچھ منہ سے غصہ مین اوسنے کہا
کیا اسطرح اوس نے انکار جب — تو سلطان ہوے اپنے دل مین غضب
فہیمن جو حاضر تھی وہان اوسگھڑی — ہوئی باندھکر ہاتھ ادب سے کھڑی
خداوند ملکہ کو ہے یہ ملال — کہ وہ بادشہ ہے بہت پیر سال
قبول اسکے دل کو ہے ہرگز نہین — اسی سے ہوئی سن کے چین بر جبین
شہنشاہ کوئی جو ہو نوجوان — اوسے دیجیے میری ملکہ جہان
سوا اسکے ہو جو پسند حضور — قبول اوسکو ملکہ کریگی ضرور
فہیمن نے سمجھا یا سلطان کو — اجل سے لیا بس بچا جان کو
گئے بادشہ اوٹھ کے آرام کو — لیے اپنے ہمراہ گلفام کو
اکیلی رہین دونون بہنین وہان — کہ ملکہ نگار اور ملکہ جہان
ہوئی جب کہ موقوف سب گفتگو — لگا ہونے ناچ اونکے بس روبرو
تھی مہتاب جان اک طوائف وہان — کرون کیا نزاکت کا اوسکے بیان
تھی برداشت بوسہ کی اوسکو کہان — گران لال لب پر تھا بس رنگ پان
نہایت تھی وہ خوش گلو دلپذیر — تھی چہرہ اور مہرہ کی بھی بےنظیر
بہت ناچ و گانا تھا اوسکا درست — وہ فن مین تھی بس اپنے چالاک و چست
کہ جو چاہیے کسبیون کو ہنر — بھرے ذات مین اوسکے تھے سربسر
لگاوٹ بناوٹ روکھائی بھی تھی — کسی سے کہین آشنائی بھی تھی
کسی سے کہا یہ تو کل آئیو — کسی سے کہا منہ نہ دکھلائیو
کسی سے کہا تجھ پہ مرتی ہون مین — کسی سے کہا پیار کرتی ہون مین
کسی سے کہا مین چلون تیرے ساتھ — کسی سے کہا میرا چھونا نہ ہاتھ
کسی سے کہا جان دیتی ہون مین — کسی سے کہا کچھ نہ لیتی ہون مین

کسی سے لیا اور کسیکو دیا
کسی کا یون ہی کام مفت ہی کیا

کسی سے لگاوٹ تھی جھوٹی کری
شرارت تھی نس نس مین اُسکے بھری

غرض اپنے فن مین وہ ہوشیار تھی
ہراک کام کرنے کو طیار تھی

وہ کافر نے ہاتھون مین لیکر ستار
سُدھارے جو تار ہاتھ سے ایکبار

جھنجھوٹی کی گت وہ بجانے لگی
اور شوری کے ٹپے کو گانے لگی

دیا سر کو پنچم مین جو اُسنے اینچ
ہراک تان مین جان لیتی تھی کھینچ

وہ سورٹھ مین گاتی تھی ایسی غزل
تھی وہ چندر بھاگا سے بھی بے بدل

جو تھا دیس مین اُسنے گایا خیال
ہوا حسن کے غیر ہیرا بائی کا حال

اُٹھایا جو دھرپت الاپا بھاگ
گئی بندی حسن پورے تھانہ کو بھاگ

گئی سُنکے ٹھمری رحیمن جو بھاگ
ہنر سیکھنے بابو سے وہ پراگ

بہت اپنے گانے سے جو خوش کیا
تو شہزادی نے اُسکو خلعت دیا

جو مرزا کی دلبر تھی ملکہ کے چوٹ
بہن سے بہت اپنے رکھتی تھی اوٹ

چھپاتی تھی وہ عشق کو اس طرح
چھپائے کوئی مشک جس طرح

کبھی تو نہ سمجھا تھا اُسنے یہ رنگ
وہ کیا جانتی تھی چھپانے کے ڈھنگ

خیال آیا مرزا جس دم اُسے
تو ملکہ جہان بولی مہتاب سے

کوئی بارہ ماسہ تو اسوقت گا
جو ہو درد آمیز مجکو سُنا

نئی طرز ہون اور نیا ڈھنگ ہو
جو سنتے ہی سب دل کا دے رنج کھو

ہراک مصرعہ کا وزن ہووے درست
فصاحت بلاغت ہو مضمون چست

وہ کر پہلے ملکہ جہان کو سلام
وہ گانے لگی عدل کا یہ کلام

بارہ ماسہ مؤلف

دوہرا

پہلا ماہ اساڑھ کا عدل پیا کو لاؤ — جس بدہ ساجن آئین گھروہی جتن بتلاؤ
اساڑہ آیا ہی سکھی پتیم میرو گھر مین نہین — چھون اور چھاے بادرالمین سجن جاکر کہین
سب کے پیا پردیس سے آئے اکیلی ہون یہین — برسات یہ کیونکر کٹی برسا تہہ میری ہی نہین
بیلہ چنبلی موگرا جہی ہی لہرین لے رہی — بن کنتھ باغ حسن مین میری کلی کمھلا گئی
داؤر مچاتے شور بولے مور کوئل کوکتی — جھینگر رہی جھنکار مین ناچار ان بن سوکھتی
کیسا پپیہہ پیو پیو رٹکے کرے ہی یادری — کہے عدل تو کبہ انہین ہو گا تیرا دل شاد ری

دوہرہ

بولی نار اساڑہ سے اے کنوتی ماس — چھوڑا کیلے تم چلے توڑ ہماری آس

جواب

بولا اساڑہ سن اے سکھی میری کچھ لاگ ری — تھا کرم مین تیری لکھا تو دیکھ اپنا بھاگ ری
جو بھاگونتی ہین سدا انکے پیا ہین دیس ہی مین — نر بھاگتی تو ہوگئی تیرے پیا پردیس مین
کوئی کرے سنگار ساجن سنگ کولی سو دلتی — کمبختنی تو ہے سکھی رہتی ہو دکھ مین روولی
برسات کو سب جانور بولین خوشی سے رات دن — تیرو کرم پھوٹے سکھی بیٹھی جنیئے ماس گن
اساڑہ نے چلتے کہا کا من سبھے منظور ہو — جو عدل کی خدمت کرے ہو دکھ درد تیرا دور ہو

دوہرہ

ساون آیا اے سکھی برسن لاگے مینھ — برہ آگ کیونکر بجھے جلی جات سب دیہہ

فراق

اساڑہ بیتا ای سکھی ساون غضب دکھلائیگا — جو ابکی اس برسات مین سلجن نہین گھر آئیگا
اور سکھیان جھولتین رنگ لال چونرا اوڑھ کے — مین دیکھ کر لٹھتی انھین بیٹھی ہون تمکو دل لیے

اہری نند ہر اک سکھی جو ناگ پوجن کو گئی — بن بیر تیری مین تڑپتی آج گھر بیٹھی رہی
چمکے گھٹا مین بے طرح بجلی سکھی مراہی گھٹے — اُس پیو بن مجھے رین ساری سیج پر روتے کٹے
کر یاد رب کی کامنی وہ ہی تجھے دکھلائیگا — کہو عدل برہن کیون تڑپتی پی شتابی آئیگا

دوہرہ

ساون بیتا اے سکھی پی پردیس مین چھائے — ایسا جتن بتا مجھے جو گھر مین ساجن آئے

جواب

ساون سہاون آئے لا بھاگ تیرا کو رہے — مین کیا کہون سندر تجھے نہین پی ترا کچھ دور ہے
کر کے سنگار ہر اک سکھی گھر سے باہر نکل چلی — جھولین سنڈولے تیج کا تو دیکھ کر اُن کو چلی
کوئی سنوارے مانگ کوئی بندیا دے رہی — تیرے کرم کی کھوٹ ہے تو دکھ کو اپنے سہہ رہی
نند بھاوج باغمین پوجن چلین سب ناگ کو — جل گئی تو دل مین بھڑکایا برہ کی آگ کو
ساون چلا کامن بچے گھر سو کہکے سب باتین بھلی — جو عدل چاہیگا تری مٹ جائینگی سب بیکلی

دوہرہ

بھادون کی اندھیاریان مجھ سی سہی سجائین — اُس پیارے پی بنا ناگن ہو لہرائین

جواب

ساون بھی جیون تیون کٹ گیا بھادون اندھیری رہ رہے — جیر اُڑ رہی بہیر اگھٹے پڑتی نہین مجھے چین ہے
جو مین اکیلی سیج پر سوؤن تو ناگن سے لگے — چمکے ہے بجلی جس گھڑی برہا مرا دو نا جگے
اہری سکھی کیسی کرون کچھ بات بن آتی نہیں — اُڑ کے جاتی پاس ساجن کے جو پر پاتی کہین

اس پیاری پیو کو مین ساتھ اپنے لاؤتی — پھر دیکھتی اُس سوت کو کسطرح سی بلماؤتی
بھادون کی اندھیاریان تن لگے ہین بان اب — اے عدل یہ بتلا مجھے کیونکر بچے گی جان اب

دوہرہ

بھادون رخصت ہو چلی برہ آگ دے جار — آہ چلی برسات مین پی پی کرت پکار

جواب

بھادون کہو سن کامنی سمجھی نہین مری بات کو — مین نہین سیاتھی کرم کا رو ڈ کیون دن رات کو
جو عشق ہے تجکو سجن کا یاد رب کی کر بھلی — کیون سیج پر جلا رہی ہے آگ برہ مین جلی
اپنے دھرم کو سادھ کر جوبن کی رکھوالی کرو — اب صبر سے دل کو بھرو اور غم سے دل خالی کرو
پیتم ترا اپجائیگا مت دوش دے ہمکو بھلا — تو جل بچ اپنے بھاگ کو کیون کرتی ہے میر اگلا
بھادون نے چلتے یہ کہا تیرا پی ملے گا کامنی — جو عدل کی لیگی مدد واسمین ہے میری ضامنی

دوہرہ

برکھا ساری کٹ گئی لگا مہینا کنوار — دیکھین ابکی ماس مین کیا گت ہوت ہمار

جواب

کنوار مین اب صبر سے بیٹھے رہا جاتا نہین — مین اکیلی ہون تڑپتی چھائی پی جا کر کہین
بھوکا پپیہا سوانت کا وہ بھی اگھایا کنوار مین — مین پیاسی پیو بن تڑپا کری اقرار مین
سیپ نے موتی لیے اور بانس کیلے بھر گئے — وہ پی ہماری کیا گئے پاپن کو دکھیا کر گئے
بیتے یہ چارون ماس غم مین اب تو بس مین کیا کرونگی — برسات مین تڑپا کری سردی کا دکھ نہین پاؤنگی

برسات بیتی اری سکھی برساتھ پیہ ہی نہین ‌‌ ‌ برساتھ بن کیونکر جیون اری عدل کھلاد ہی نہین

دوہرہ

کنوار اکیلی مین رہی تم بھی چلے بدیس ‌ ‌ نٹھر پیارے پیو سے کہیو مور سندیس

جواب

کنوار بولا آپ سی تو ہے بڑی نادان ری ‌ ‌ سو سم گیا برسات کا کس پر کری ہی مان ری
میری نہین تقصیر سندر ساد ہو تو اپنا دھرم ‌ ‌ بدھنا نہین ہون اری سکھی جو پھر کر لکھون کرم
میری مہینی مین نرا سونگی پوچھ ہے آس ری ‌ ‌ تو ہی بڑی کمبخت ری جو کاٹی چارون ماس ری
سوانت کی پانی پیہ چھاتی پپیہے کی بھری ‌ ‌ سیپی نی بھی منھ بند کر موتی کی ہی آسا دھری
کر کے دسہرہ کنوار نے ہی کو پنچ کا ڈنکا دیا ‌ ‌ کہے عدل گوری صبر کر تیرا اللا دو نگا پیا

دوہرہ

کاتک ماس سہاونا گھر گھر مچے تیوہار ‌ ‌ سجن بدیسی ہو گئے ہمرے نند گوار

فراق

برسات بیتی اری سکھی تیوہار کاتک ماس ہی ‌ ‌ مین کیا کرون کچھ بس نہین دن رات پی کی آس ہے
سب سکھی پوجین دیوالی گھر کرین پکوان ری ‌ ‌ مین اکیلی کیا کرون ہی بس مجھے ازبان ری
سب جگ مین ہو رہی روشنی مین نادیا پایا نہین ‌ ‌ جو کچھ دیا ہوتا سکھی تو آج پی آتا کہین
ہاری نند اس دوج کو کا ٹیکا لگا سکی کیسے ‌ ‌ ایسا ہی مور کھ بیر تیرا اسدہ نہین گھر کی جیسے
کہان ڈھونڈھ ہرا مین جاؤن جوگن بھیس مین ‌ ‌ اری عدل تو بتلا مجھے وہ چھایا ہی کس دیس مین

دوہرہ

کاتک رخصت ہو چلے برہن سو مکھ موڑ پی کو ڈھونڈھن جاؤنگی مین گھر اپنا چھوڑ

جواب

بولا کاتک ماس مین سب سے بڑا سردار ہون کچھ دکھ نہین دیتا کیسکو بھاگ سونا چار ہون
سکھیان سب اکبار گی ملکر کرین اشنان ہین گھی کی جلاتی ہین دیے گنگا پہ دیتی دان ہین
تیوہار کرواچوتھ کا گھر گھر مناوین سب سکھی کیون روتی ہے تو کامنی تیرے کرم مین یہ لکھی
سب اشٹمی کو بھیت مین لکھنی لکھی ہین ناریان پوری کرین پکوان اور پوجا کی ہین تیاریان
تیوہار کاتک مین دیوالی کو کرین روشن دیا جو دہو دیا کہو عدل کتکی کر تیرا لاؤن پیا

دوہرہ

اگہن گہنا پہن کی کس پہ کرون سنگار پیا برو گن کر گئے تا سے دھرا اُتار

فراق

اگہن مین گہنا کیا کرون پی نا مرے پاہین کہی بالی عمر مین چل دیا بالا تہا وہ نیر دلی
دل کیا اُسنے کیرا مین عشق مین جو سن گئی پہونچی نہ اُس تک خبر مین ہار جو گن بن گئی
مجکو تو ہے کل اب نہین وہ اور سے سر ہو رہے دلمین ہے میرے دہکدکی اور ہول دل کا زور ہے
کیا کرون بچھوا کی سیج اور گوندھون کیون چنبا کلی لوٹر ہمارا نیند مچھلی سی ہے مجھکو بکلی

گر دھنی سے میل اپنا تو رتن دون گی تجھے
عدل جو اس ماس مین ملجائیگا پیتم مجھے

دوہرہ

اگھن پی سے جا کہے بندی کا کہہ حال
آئے بچھڑے بدیس مین طوق گلو مین ڈال

جواب

اگھن کہو سن سندری بچھن تری کھوٹی پڑے
جا پی نہ اپنے پان لکھ مین کیون بھری ہے باوری
جوبن دکھا کی چھل لیا میرے نہین اب کام کی
کھیلی نہ سنبلے تو ذرا بیٹھی نہ کی دو بات رہی
اگھن کہو ترکیب مین تجھکو بتاؤن نازنین

تو ہے ابھاگن جنم کی بے شرم کیون ہمسو لڑے
تو ست لڑا اپنے پیا سے مت کہہ پھر تا وری
تجھکو ہے میل اس سے تو کر سمرن اسکے نام کی
چل دور ہو پاپنے کاشی مین جانون تیری کہاری
جو عدل کی خاطر کرو ہم میل کر دین کامنین

دوہرہ

مال وہی گوپی گئے رہے چندیلی چھائے
روئی سے جا ڑا نا گیا دوئی ہو ہو تو جائے

فراق

پوس مین بن چاند تارے دیکھ منھ دھوتی نہین
ہو گیا تن چھانہ آیا ہاتھ پل پل رہ گئی
کم رکھ محبت اور سے نہین لگ بدن پر کھاؤنگی
نین سکھ پا دینگے میرے جب پیا گھر آئینگے

جو رہی بن ہاں ہون فرد بھنی رات بھر سوتی نہین
تن زیب بھی کہن ہے نہین میری جوانی مٹ گئی
جو اتر پوس کے سکھی نہ تجھکو یاد ان کی
ہنسکے میٹھے بول سے باتین مجھے سمجھائینگے

بے دردی پیتم نے کردی عدل مین کیسی کرون
اس غم مین سمٹی بیٹھی ہون کس طور سے دیہہ جی دھرون

دوہرہ

دریائی اس پوس سے کرلون جوگن بھیس
رادھانگری چھوڑ کے نکل چلون پردیس

جواب

پوس نے ہنسکر کہا نینون مین ہے دم نہین
سینون سے سندر کیا بتاتی کیا پیا کا غم نہین

پیتم ترا پردیس مین چھپنے گر غضب سے دیکھیا
سردی مین ہمسے کیا گر ہو تو ہر جالی بیجیا

جو خار ہوا تجکو بڑا میری نہین تقصیر ہے
سورتی نرلی پیتم نے تیری وہ بڑا ہی پیر ہے

غم کھا کے گاڑھے عشق مین جھڑی ہو کامن جیو سے
خاصہ کرو سنگار سندر دل لگا پیو سے

پھر پوس چلتے بار جو تکا کامنی کی بات سے
جو عدل ہو تیر اصلاحی پی ملا دے گھات سے

دوہرہ

ہو اکیلی پیو بن ہمسے رہا جاتا نہین
جاڑا تو یہ چالیس دن اب تو سہا جاتا نہین

فراق

پوس اترا سکھی بھر دل ہے جاڑا ماہ مین
دھوپ کھا کے کیا کرون بیٹھی ہون غم کو چھا تھے ملین

دھن گھٹے جو پندرہ سکر پچیس آن کر جیا لگا
تھر تھری اور کپکپی سے پھر مرا بدن با جگا

اے سکھی مور کہے وہ پردیس سے آتا نہین
مجھ سے اکیلی پیو بن جاڑا سہا جاتا نہین

جاڑا ابھی رو دھو گیا اب مین سکھی کیسی کرون
پی نے مری سدھ بھی نہ لی کسطور سے دھیج دھرون

امرتی سکھی گھبرا نہین اپنے تو رب کا دھیان کر
کہین عدل تھوڑے ہی روز مین ساجن ملین گے آنکر

دوہرہ

ماہ بیتا اے سکھی اب تک پی نہین آئے ۔ ایسے نپٹ کٹھور سے کیونکر کہو بسائے

جواب

ماہ بولا ناریستا حق کی چک چک کر رہی ۔ چلے کا جاڑا گیا پڑا غم مین سجن کو مر رہی
اس جان کو تو چھوڑ دے ناداں اپنا کام لے ۔ جاڑا اتر گیا کر سکے گنتی پیا کا نام لے
چھائے پیا پردیس مین تب بل ترا جاتا رہا ۔ مت دھال مچھیر لاگ اپنے بھاگ کا ناتا رہا
جو عشق کی تیزی سول کا من بدن تن مین اُٹھے ۔ سکھی تیرے تیر بیٹھے دیکھ جل من مین اُٹھے
بل چھین ہو گیا ماہ کا کرکے بسنت اب گھر چلے ۔ کہے عدل کب جا تارہا گوری ترا پیتم ملے

دوہرہ

پھاگن آیا اے سکھی سب مل کھیلین پھاگ ۔ کا سنگ کھیلون مین سکھی کھوٹا میرا بھاگ

فراق

ماہ بیتا اے سکھی آگے مہینا پھاگ ہے ۔ آئے نہ ساجن آج تک کھوٹا ہمارا بھاگ ہے
اور سکھیان پھاگ کھیلین قمقمے ہاتھ مین ۔ رنگ رنگیلی بدھ بھری اپنے پیا کے ساتھ مین
جوبن دکھائین کنتھ کو ہنس ہنس کے گائین ہولیان ۔ مجکو اکیلا جان کر دیتے ہین طعنے بولیان
آج بھی آوے پیا تو مین کرون خوشحالیان ۔ جو مجھ دیتی ہین طعنے مین انکھین دون گالیان
وہ سجن آیا نہین یہ غم غضب دکھلائیگا ۔ کہین عدل پیاری رو نہین تیرا پیارا آئیگا

دوہرہ

ہولی بیتی اری سکھی پی ابتک نہین آئے
پھاگن رخصت ہوگئے گھڑی ڈھول اور ڈالے

جواب

پھاگن مچا تا پھاگ اپنے راگ مین بولا سجن
میرا مہینا مست ہے سب نارہی اور یہ کھیلتین
گاتی ہین ہولی راگ تک سجتا کہین مردنگ ہے
پھاگن ہوکے رخصت خوشی سے نار کو راضی کیا

مین کیا کرون کہان جاؤن ڈھونڈھتی تیرا سجن
سب رنگ لے لے قمقمے آپس مین ہنستی بولتین
تیرے کرم کی کھونٹ ہے جو پی نہین سر سنگ ہے
اب عدل ویری مت کرو پیارے کا تم لا دو پیا

دوہرہ

آیا چیت سہاونا بن بن پھولے پھول
یہ جوبن کمھلا گئے پی سیجن گئے بھول

فراق

آیا مہینا چیت کا سب پھول پھل ہریا گئے
بیلا چنبیلی دونا مروا باغ مین تیار ہے
لاجونتی کیوڑا پھولی چمین گل داؤدی
جوہی گیندا کیتکی اور پھولی ہے سورج مکھی
اے سکھی بھونرا اترا بھرما کے پھر گھر آئیگا

ایک ساجن کے بنا جوبن مرے کمھلا گئے
سیوتی کو کیا کرون پی بار ہر گل خار ہے
ایسے موسم مین نہ آیا پی ہے میرا گاؤدی
میری انکھین ہین کنول چھایا پیا بن ہون دکھی
کہو عدل چٹکیگی کلی اور یہ غم ترا جائیگا

دوہرہ

چیت چلی جیتا سکھی وہ ابتک نہین آئے
اری کاگا پتیان لکھون جو پی پاس لیجائے

جواب

چیت ذرا آکر کہا گلشن مین پھولا پھول رہی
موسم مین میرے کیون دکھی مت یاد رب کی بھول اری

بلبلون نی گل پہ آکر آج کیا جھرمٹ کیا ۔۔ وہ پکاری ہای گل اور تو پکارے ہے پیا
باغ مین پھولا ہزارہ چاندنی بھی کھل رہی ۔۔ آنکھ نرگس کی لکھون کیا سرو سی ہل رہی
ہاتھہ مین منہدی لگا جوڑا اپنو سوسنی ۔۔ دیکھے جو سنگار تیرا وہ کہے اچھی بنی
چیت نی چلتے کہا چیتا نگر من مین سکھی ۔۔ یہ بیکلی کہو عدل سی جسمین نہو تو بیکلی

دوہرہ

پڑے دھوپ بیساکھ کی اری سکھی کہان جاؤن ۔۔ ایسا جتن بتا مجھے جو گھر ساجن پاؤن

فراق

چیت بیتا ہی سکھی بیساکھہ مین مین کیا کرون ۔۔ پی بنا جی مین آتا ہی کہ بس بس کہا مرون
پی بیسی ہو گیا اب تک سکھی آیا نہین ۔۔ کیا مری تقصیر ہی جو خط بھی بھجوایا نہین
ایسا کوئی ساتھی نہین مجکو جو انتک لے چلے ۔۔ جسکے باعث سی سکھی میرا پیارا پی ملے
اپنے سجن کو ای سکھی مین آپ جا کر لاؤنگی ۔۔ جو نہین آئیگا اسکے سامنے مر جاؤنگی
بیساکھ بیتا ای سکھی دیکھون سجن کب آئینگے ۔۔ کہین عدل تیرے واسطے ہم وہانکو جاینگے

دوہرہ

بیساکھ بولا سن سکھی مجھے دوس مت دیو ۔۔ کرم لکھا سو ہوئیگا جس ابجس لے لیو

جواب

بیساکھ کہتا ہی سکھی گرمی نہ کھا نا دھوپ کی ۔۔ پیتم ترا آتا ہی جلدی سن دیوانی روپ کی
جو خبر پی کی نہ پائی ہے کی پوری سال سے ۔۔ زہر کیون کھاتی ہی سندر بیٹھی رہ خوشحال سے

آتا ہی تیرا پیو گوری بات میری مانیو
سب درد تیرا دور ہو گا دل مین اپنے جانیو

مین نے کی تدبیر تیری پی ملانے کی سکھی
تھوڑے ہی دن کٹ جانی دے تو پھر نہین سوگی دکھی

بیساکھ نے چلتے کہا اب گرم سندر تو نہو
عدل سے کہو درد دل اور ہوش تو اپنے نہ کھو

دوہرہ

جیٹھ دوپہری تپے ہی تڑپے بارہ ماس
پیا بنا یہ گت ہوئی آوت جاوت سانس

فراق

آیا مہینا جیٹھ دیور جیٹھ نے سُدھ بھی نہ لی
بارہ مہینے مین تڑپتے انتظاری مین رہی

دھوپ کی گرمی سے کالا رنگ میرا پڑ گیا
بہن کو بارہ ماس گاتی منہہ مین چھالا پڑ گیا

ای سکھی اس ماس مین پیتم جو گھر نہین آئینگے
یہ کہے دیتی ہون پھر جیتا نہ مجھکو پائین گے

ای فلک کر مہر مجھپر تو مرا دل شاد ہو
وہ مرا پیارا ملے جس سے یہ گھر آباد ہو

کیون پڑی ہی ہو خوشی ساجن سے گھر آئینگے
کہے عدل چتر ڈھونڈ لونڈ کے پیتم تجھے ملجائینگے

دوہرہ

جیٹھ بھی رخصت ہو گئے دے گئے اتنی آس
آئی ہین چڑھنے لونڈ کے ساجن تیرے پاس

جواب

جیٹھ کہتا ہی کہ مین تو جیٹھ ہون تیرا بڑا
گرمی میری کوئی کیا سہے شرارت تپتا ہون گھر

عشق کی گرمی کا کا من تن پہ تیرے زور ہے
شرم سے تو بیٹھ گھر مین کیون مچائی شور ہے

برسات سردی کٹ گئی گرمی مین کیون جاتی مری
مین نے تو اب تدبیر تیری پی ملانے کی کری

ساجن ترا آویگا جلدی مان میری بات کو — سب دکھ ترا مٹ جائیگا جب سنگ سوئی رات کو
جیٹھ نے چلتے کہا ساجن تمھارے آئینگے — ہم کہہ چلے ہین عدل سے پتیم تجھے ملجائینگے

دوہرہ

لگا مہینا لوند کا پی پیارے کے آئے — پتیم سے پیاری ملی بارہ ماسہ گائے

وصال

آیا مہینا لوند بھادون آئے پیاری کے پیا — خوش ہوگئی غم کٹ گیا دھن مال بھو کو لٹا دیا
سولہ کیے سنگار پی اپنا جو پایا کامنی — سیج پر یون رنگ چمکے جیون فلک پر دامنی
پیاری نے گہنا پہنکے مہندی لگائی ہاتھ مین — کرتی ہے بس خوشحالیان اپنے پیا کے ساتھ مین
دن یہ دن ہی چین پی پیارا جو اسکے پاس ہے — بھر گیا دل کامنی کا اب حمل کی آس ہے
عدل تو اس غم مین میرا جسطرح ساتھی ہوا — غم ترا اس طرح کاٹے رام میری ہے دعا

دوہرہ

پورا بارہ ماسہ دوہرہ یہ جو کوئی گائیگا — اسکو بھی اے عدل اسکا سیمبر ملجائیگا

جواب

لوند نے بھادون کے آتے کامنی سے کہدیا — غم کو پیاری دور کر تیرا لیے آیا ہون پیا
دیکھ اپنے پیو کو سنگار پیاری نے کیا — خوب سا دھن مال ساجن پر لٹا سارا دیا
کرلیے سنگار سولہ تن پہ سب ابھرن سجے — ہو خوشی بیٹھی دوارے رات دن نوبت بجے
سیج پر کلیان بچھا بیٹھی وہ پیاری حور ہے — لگ گلے ساجن کے سوئی دکھ ہوا سب دور ہے

لونڈ تو کر دور غم گوری کا گھر کو چلدیا
سنا بارہ ماسہ جو اُسنے تمام
چبھی تھی کلیجے مین مرزا کی پھانس
وہ سن اشک سے چشم بھرنے لگی
یہ سچ ہے کہ دل ہووے جسکا پھنسا
نہین عشق مین رہتی شرم و حیا
یہ دیکھ اُس کی حالت کو ملکہ نگار
بہن سے نہایت وہ رکھتی تھی کد
خفا ہو کے بولی کہ ملکہ جہان
ہے بات آج کیا یہ خلاف قیاس
سدا ناچ گانا جو سنتی تھی تو
خدا نا کرے ایسا ہووے کبھی
بہن کو لگی اپنے بہلانے وہ
پسند آئی گر اُسکی مجھے شاعری
خوش آیا بہت اِسکا گانا مجھے
نہین تو مجھے غم سے کیا کام تھا
چھپائی تھی باتون مین ملکہ جہان
ہوئی اُسکو تسکین ہرگز نہین
ہوا اُس جگہ جبکہ موقوف ناچ
گیا سبکو آرام ناچار وان
چلی ہاتھ منھ دھو کے گلزار سے

عدل تو جیتا رہے میرا ملایا ہے پیا
گر تھے جسمین سب عاشقانہ کلام
لگی کھینچنے دل سے وہ ٹھنڈی سانس
ہر ایک شعر پر آہ کرنے لگی
اُسے کیا اگر کوئی اُسکو ہنسا
یہ ہے عشق کافر عجب بد بلا
لیا شرم سے سر جھکا ایک بار
اور اُسنے جو دیکھے یہ آثار بد
بہن غیر ہے کچھ کرو تو بیان
گئے کس لیے تیرے ہوش و حواس
کبھی اس طرح سے نہ دیکھی تھی تو
سدا ہم نشین اور نہ روئین کبھی
لگی اس طرح اُسکو سمجھانے وہ
نہ باقی رہا ہوش مجھ مین ذری
پسند آیا عمدہ سہانا مجھے
فقط گانا سننے مین آرام تھا
رہی مین پوشیدہ آتش کہان
وہ سمجھی کہ ملکہ بھی شیفتہ ہے کہین
اور ملکہ کو بھڑکی محبت کی آنچ
صبح کو اُٹھی جبکہ ملکہ جہان
ملی آکے وہ اپنے دلدار سے

کہا اُسنے گلشن کا سب ماجرا ہر اک گل ترے بن مجھے خار تھا
کہون کیا کٹی جس طرح ساری رات خوشی آتی تھی مجھکو کسی کی نہ بات
نہین مجکو آنے کی فرصت ملی لگا کہنے سنکے یہ مرزا علی
تڑپتا تھا تجھ بن مین بسمل سایان کہون حال کیا تجھ سے ملکہ جہان
ہوئی عذر خواہی جو طرفین سے گلے لگ کے پھر سو رہے چین سے
اسے تو یہان مل گیا اسکا یار ذرا سنیے احوال ملکہ نگار
صبح کو اُٹھی جبکہ وہ رشک حور گئی ہاتھ مونھ دھو کے بان کے حضور
کہی کیفیت جا کے اُسنے تمام تو بیگم نے اُس سے کہے یہ کلام
ارے ہجّی اتنا نہ بیہودہ بک بہن پر تو کرتی ہے کیون اپنی شک
ذرا اُسکو تو دیکھ سکتی نہین محبت تو کیون اُس سے رکھتی نہین
یہان ہوش اُڑتے فرشتو کے ہین پرو بال جلتے پرندون کے ہین
ہوا انسان کا کیونکر گذارہ یہان کھٹکتی ہے کیون تجھکو ملکہ جہان
تو غصہ سے بیگم نے ڈانٹا اُسے تو کسواسطے سمجھی کانٹا اُسے
خدا جانے کیا تجکو اُس سے ہے کد گمان کی ہے تو نیک جو وہ ہے بد
کبھی نام تجھکو نہ دھرتی ہے وہ تجھے دل سے بس پیار کرتی ہے وہ
بڑی کھوٹی بس ہے تو ملکہ نگار سدا اُسکی رہتی ہے شکوہ گذار
سمجھتی ہون دونون کو مین ایکسان کہ جیسی ہے تو ویسی ملکہ جہان
نہایت خفا جب کہ بیگم ہوئی تو کھسیانی ہو کر وہ بس اُٹھ گئی
وہ کمرے مین اپنے رہی لیٹ جا اسی غم سے بھونڈی سی صورت بنا
مصاحب تھی اک اُسکی سلطان گہر بھری اسمین چالاکی تھی سر بسر
سُنا حال اُسنے تو ہو بیقرار لگی کہنے سُنتی ہے ملکہ نگار

تجھے ان بکھیڑون سے کیا کام ہے
کرینگی اگر جیسا پائینگی وہ
مین آگاہ ہون سب کے بس حال سے
کرون حال کس کس کا تمسے بیان
چنبیلی کو الفت ہے داروغہ سے
رسیلی پھنسی نان بائی سے ہے
فہیمن کا تمسے کہون کیا مین حال
مدار و روغن سے ہے اک اسکا یار
کہون حال اورون کا کیا مین جناب
ان ہی کی تو صحبت مین ملکہ بھی ہین
کہا اس سے ملکہ نے اے میری جان
کہا تھا جو بیگم سے مین نے صفا
بھلائی کے بدلے برائی ملی
یہ آئی ہے غیرت کہ مرجاون مین
کہا اسنے ملکہ نہو تو اوداس
زیادہ کرون اور کیا مین بیان
گئی کہہ کے جس جا تھی ملکہ جہان
ہر اک جا سے وہ بھید لیتی رہی
تو پھر ڈھونڈ لونگی یہان کا مین چور
محلدار اک شیدی جوہر تھا وان
اسے اپنی باتون مین مائل کیا

سدا نیک بختی مین آرام ہے
پھر آخر کو کیا منھ دکھائینگی وہ
تمھاری بہن کے بھی اعمال سے
کہ سب کسبیان بس بھری ہین دہان
تھا ہاتھ اسنے پکڑا مرے سامنے
چنبیلی کا لگا قصائی سے ہے
تجھے شرم آتی ہے کہتے کمال
بڑھاپے مین کرتی ہے وہ اسکو پیار
ہے خط کا خطہ تمام آفتاب
کہ بس شان مین انکی ہم کیا کہین
کہون کیا مین تمسے خدا کی ہے شان
ہوئین سنکے مجھ سے نہایت خفا
اسی سے ہے دل کو مرے بیکلی
کسیکو نہ منھ اپنا دکھلاؤن مین
ابھی تو یہ لونڈی ہے خدمت مین پاس
جو سچ ہے تو کردونگی اسکو عیان
ہنر اپنا جا کر دکھایا وہان
کہ کچھ مین خبر یان کی پاؤن ذری
بغیر از پتا کچھ نہین اپنا زور
نہی اسکی سلطان گھر جان جان
بہت اسکو کچھ اسنے لالچ دیا

محبت کا بس ڈال کر اُسنے جال ۔ کیا اُسنے تحقیق ملکہ کا حال
وہ محلی جو لالچ مین بس آگیا ۔ تو سب حال ملکہ کا اُس سے کہا
بتاؤن بیان کا مین کیا تجھسے حال ۔ مجھے رات دن رہتا ہے بس ملال
مین کیا حال ملکہ کا تجھ سے کہون ۔ یہ بہتر ہے اس سے کہ چپ ہو رہون
عجب سیکھا ملکہ جہان نے ہے ڈھنگ ۔ نیا روز اپنا دکھاتی ہین رنگ
ہے خلوت کا اُنکی بیان جو مکان ۔ سدا اسمین رہتی ہے ملکہ جہان
جو جاتی ہین اُس مین وہ آرام کو ۔ نکلتی وہان سے ہین بس شام کو
پہر رات کو جب کہ جاتی ہین وہ ۔ بہت دھوم وان پر مچاتی ہین وہ
وہان کی خبر مجھ کو ملتی نہین ۔ کوئی میری تدبیر چلتی نہین
چنبیلی کا پہرہ ہے رہتا وہان ۔ کہ رہتی ہے جس جا پہ ملکہ جہان
کوئی اُس جگہ جانے پاتا نہین ۔ پتا ہاتھ کچھ اپنے آتا نہین
یہ بلبل صفت مچتے ہین چہچہے ۔ اور رہتے ہین شب بھر عجب قہقہے
نیا طرز انھون نے نکالا ہے کچھ ۔ نظر ڈال مین آتا کالا ہے کچھ
کبھی کھل نہ کھیلی تھی ملکہ جہان ۔ کوئی شخص آتا ہے بے شک وہان
یہ سن حال محلی سے سلطان گہر ۔ اُسے لے گئی چھوٹی بیگم کے گھر
لگی کہنے محلی سے ملکہ نگار ۔ مین انعام دونگی تجھے بے شمار
سنا وان کا بیگم کو تو چلکے حال ۔ یقین جان کردونگی تجھکو نہال
کیے کی وہ اپنے سزا پائینگے ۔ دلدّر ترے دور ہو جائینگے
یہ محلی لگا کہنے اے ماہرو ۔ مین کہدونگا بیگم سے سب موبمو
لے ہمراہ محلی کو ملکہ نگار ۔ گئی پاس بیگم کے ہو بیقرار
کہا حال محلی نے بیگم سے جب ۔ یہ سنتے ہی بیگم ہوئی پر غضب

فہیمن کو بیگم نے فوراً بلا
کہا ڈانٹ کر اُس سے یہ برملا

اری قحبہ جلدی یہ مجکو بتا
کہ ہے آج کل حال ملکہ کا کیا

وہ کس شغل مین رہتی ہے واہیات
خوشی آتی کسکی نہین اسکو بات

ہوا چہرہ جاتا ہے کیون اُسکا زرد
وہ بھرتی ہے کس کے لیے آہ سرد

اگر کچھ بھی اطوار بد پاؤن گی
مزا عیب کرنے کا دکھلاؤن گی

خواصون کا سر پہلے مونڈواؤنگی
مقرر تری کھال کھچواؤنگی

ہوئی سرد بڑھیا یہ سن کے سخن
لگا کانپنے خوف سے سب بدن

غلط ہے یہ بیگم تمھارا خیال
کرون عرض کیا تمسے ملکہ کا حال

طبیعت ہے ملکہ کی رہتی علیل
غذا چاہیے اُنکو کھانا قلیل

نہین کرتین پرہیز ملکہ ذرا
اسی سے ہے زرد اُنکا چہرہ ہوا

چنبیلی کا چھپر ہے دروازے پر
ہے کیا تاب و طاقت جو جائے بشر

پریزاد جاتا ہوا ڈرکے وہان
تو واقف نہین اس سے مین مہربان

کیا جلد ملکہ جہان کو طلب
کہا اُس سے بیگم نے ہو پر غضب

اری ہو گیا آج کل کیا تجھے
مفصل بتا حال جلدی مجھے

بتا تو نے سیکھا ہے کیسا یہ ڈھنگ
اُڑا کس لیے تیرے چہرے کا رنگ

تری آنکھ مین حلقے کیون پڑ گئے
شجر سے ثمر کس لیے جھڑ گئے

مرے سامنے سچ تو کر دے بیان
نہین تو مین سمجھون گی ملکہ جہان

کہون گی ترا حال سلطان سے سب
وہ سنتے ہی ہونگے تجھ پر غضب

نتیجہ بُرے کام کا بد ہے یان
مین سمجھاتی ہون تجھکو ملکہ جہان

یہ سنتے ہی رونے لگی سیمتن
نہایت ڈری دل مین سن یہ سخن

تو ملکہ نے بس ہوش اپنے سنبھال
کیا مان سے اسدم یہ اُسنے سوال

وہ کیا عیب امان ہے بیٹے کیا
مین ہون خوب واقف کہ ملکہ نگار
کچھ اُسکا تو مین نے بگاڑا نہین
تمہاری نہین امان جائی ہو نہین
تمہارے شکم سے ہے ملکہ نگار
کسی سے ہے شاید خریدا مجھے
اگر پیدا ہوتی مین تمسے حضور
ہے اولاد بیشک تمہاری نگار
اگر حسن مین ہے وہ مثلِ پری
نہین دیکھتین آپ ہین اک نظر
اسی واسطے میری بربادی ہے
ضرور آپکے دل مین ہے شک ہوا
وہ شہزادی ہے دیجیے سلطان کو
ہو مرضی جسے اُسکو دیجیے حضور
کسی اور تہمت مین پھنس جاؤنگی
کہی بات ملکہ نے جب سات پانچ
لگی کہنے باتین بناتی ہے تو
تری خیر ملکہ جہان اسمین ہے
محل مین مرے تو رہا کر مدام
تو پھر تجھکو کوئی برا کیون کہے
محل مین جو میری ہے بارہ دری

عوض جسکے خلعت یہ تم نے دیا
گلہ میرا کرتی ہے وہ باربار
وہ رہتی ہے کیون مجھسے چین بر جبین
یہ سمجھی کہ بس مول آئی ہون مین
جسے آپ کرتی ہین بس دل سے پیار
کہ ملتا ہے جس کا نتیجہ مجھے
تو مجھ سے بھی کرتین محبت ضرور
سبحان اللہ ہے نیک بھی بیشمار
مری حق مین ہے زہر کی بس چھری
کہ بس اُسکا کہنا ہے نقشِ حجر
کہ مین لونڈی ہون اور وہ شہزادی ہے
جو انکا رشادی سے مین نے کیا
مجھے بخشیے کوئی دہقان کو
وہ لے مجھکو آزاد کیجیے ضرور
مین بے واسطے کو سزا پاؤنگی
تو بیگم کو بھڑکی محبت کی آنچ
اری رو رو مجھکو ڈرا تی ہے تو
مرے پاس تو آنکے جو رہے
مین دیکھا کرون تجھکو ہر صبح و شام
جو زیر نظر میری تو آ رہے
اُسی مین تو رہ راحت جان مری

تجھے دیکھ سلطان بھی ہوینگے شاد
کہا ملکہ نے ہو جو حکم حضور
یہی دل کو میرے ہے ڈر بار بار
یہ کہنے لگی روکے ملکہ جہان
لگی کہنے بیگم خدا کی سنوار
کہا اُسنے مرضی جو ہے آپ کی
اُٹھی اور گیا ان کو اُسنے سلام
کرو حکم قالی ہو بارہ دری
وہ رخصت ہو ان پاس سے جب چلی
قدم رکھتی تھی وہ کہین کا کہین
نہین تھے درست اُسکے ہوش حواس
فہیمن چنبیلی بھی آئین وہان
کہا یہ فہیمن نے اُسے ماہ رو
تجھے مین نے سمجھایا تھا لاکھ بار
نہ ہرگز مرا کہنا تو نے سُنا
تری ضد نے یہ دن دکھایا تجھے
خدا نے بچائی مری جان آج
مرے دل مین ہے نوکری چھوڑ دون
کہون گی مین بیگم سے یہ بر ملا
مجھے اور چنبیلی کو رخصت کرو
یقین ہے وہ دینگی اجازت ضرور

کیا کرتے ہین روز تجھکو وہ یاد
کرے گی یہ لونڈی وہی بس ضرور
کہ اس جا پہ رہتی ہے ملکہ نگار
وہ جینے نہ دیوے گی مجھکو یہان
کہ جیسی ہے تو مجھکو ویسی نگار
خوشی کرنا مجھکو ہے ماں باپ کی
کہا کل سے مین یان رہونگی مدام
مرے رہنے مین ہے یہان بہتری
تو آیا اسے یاد مرزا علی
بجا ہوش تھے اُسکے مطلق نہین
محل مین گئی اپنے ہوکر اوداس
جہان غم مین بیٹھی تھی ملکہ جہان
یہ بے فائدہ کرتی کیون غم ہے تو
کہ ہے تیری دشمن یہ ملکہ نگار
کہ جیسا ہے بویا تھا ویسا چنا
تھا بیگم نے کیا کیا سنایا تجھے
ہے بہتر فقیری چلے ایسا راج
مین کسواسطے مفت بدنامی لون
زیارت کو جاؤن گی مین کربلا
ثواب اتنا بہر خدا آپ لو
مین ہو جاؤنگی سب بلاؤن سے دور

ترے حق مین بہتر ہے ملکہ جہان
کسی فن سے مرزا کو لے جاؤنگی
اگر میرا کہنا نہ مانیگی تو
نہین مجکو ملنا ٹھکانا کہین
دیا اس طرح جب کہ سننے جواب
لگی کہنے خانم سے وہ سیمبر
تو پیچھے مرے اسکو لے جائیو
تو رہنے دے اک رات پھر اسکو یان
یہ کہہ وہ گئی اپنی خلوت مین جو
جو مرزا اُسکے آیا تہ خانہ سے
گیا بیٹھ پہلو مین وہ سیمبر
لگا پوچھنے آج کیا ہے تجھے
مفصل کہا اس نے احوال سب
مین کیا جانتی تھی تو چھٹ جائیگا
مین کیا حال بتلاؤن ای میری جان
خدا نے مجھے دن دکھایا ہے یہ
خواص اُس سے جا کر ملی ہے کوئی
سب احوال یان کا سنایا انھین
تو بیگم نے غصہ سے مجکو بلا
مین واقف ہون بالکل ترے حال سے
زیادہ نہ تو میری کھلوا زبان

رہیگی جو خدمت مین ان کی وہان
ضرور اُسکو گھر جا کے پہونچاونگی
تو آخر مزہ اُسکا جانیگی تو
مین ہون فعل کی تیرے ساتھی نہین
تو آنکھون مین بھر آیا ملکہ کی آب
مین کل جاؤنگی رات کو یان کو گھر
کسیطرح گھر اسکو پہونچائیو
جسے کوئی دم تو بھلا نیم جان
تو غمگین پلنگ پر رہی جا کے سو
تو ملکہ کو بس غم مین دیکھا پڑے
جگایا اسے ہاتھ سینہ پہ دھر
مین صدقے بتا جلد اے جان مجھے
خدا نے یہ ڈالا ہے مجھ پر غضب
مرا اک دل بسکہ لٹ جائیگا
کسی نے بھرے ہین یہ بیگم کے کان
بہن سنے مری گل کھلایا ہے یہ
حقیقت بیان کی عیان سب ہوئی
ہے رہنا تمھارا بتایا انھین
کہا منھ پہ میرے یہی بر ملا
کہون کیا محبت کے جنجال سے
ہے اچھا کیا تونے ملکہ جہان

محبت سے کچھ تجھکو کہتی نہین
ہے خیر اسمین تو پاس یان میرے رہ
کیا مین نے منظور رہنا وہان
مری جان کیون کر تجھے چھوڑدون
مرونگی تڑپ کر مین فرقت مین جان
کوئی ساتھی اسوقت میرا نہین
مین کہتی ہون تجھسے کہ یہ کام کر
کرورون کا مین تجکو دیتی ہون مال
تو کر چین بیٹھا خوشی سے وہان
کہ اسوقت جاتی ہون مین ماں کی پاس
تجھے قول و اقرار دیتی ہون مین
کہ مین ہفتہ عشرہ مین آتی ہون پھر
سنا جب کہ مرزا نے یہ ماجرا
جو تم نے کہا وہ سنا میری جان
یہ دولت جو دیتی ہین مجھکو جناب
یہ حشمت نہین آئیگی میرے کام
سنو میرے والد کی دولت کا حور
تمنا مین کچھ اسکی کرتا نہین
اگر چھوڑ جاؤگی مجھکو کہین
مین کھاؤنگا میری کی فوراً گنی
ہوئی گفتگو جب یہ ملکہ کے ساتھ
تو کیون پاس ہو میری رہتی نہین
سوا اسکے کچھ منھ سے اپنے نہ کہہ
مین آئی ہون ملنے کو تجھسے یہان
اور کسکے حوالے مین تجھکو کرون
جیے گا نہ دوری مین تو میری جان
مصیبت مین کوئی کسیکا نہین
چلا جا بس اسوقت تو اپنے گھر
تو لے بے بہا اور اک مجھسے لعل
تری دل سے لونڈی ہو ملکہ جہان
مری جان ہوتا نہ ہرگز اداس
بہن سے عوض اسکا لیتی ہو مین
کسی فن سے تجکو بلاتی ہون پھر
ہوا اسا منے آسکے اٹھکر کھڑا
ہے جینا مرا تیرے بن بس کہان
تو کیون مفت کرتی ہین اسکو خراب
مری زیست ہووے گی تجھ بن حرام
رکھے نقد ہین میرے گھر دس کرور
اور تجھپر ہون لالچ سے مرتا نہین
تو پھر صبت پاؤگی ہرگز نہین
ہون سمجھا کہ بس جان پہ اپنی بنی
تو ملنے لگی حیف سے اپنے ہاتھ

لگی کہنے ملکہ جہان ہو سو ہو
مین چلتی ہون اقرار سے مار ہاتھ
خدا کے بھروسے پہ چلتی ہو نہین
مین کہتی ہون ہے تمکو لازم ضرور
رفاقت کرونگی بس اب آپ کی
نصیحت مری اتنی تم مانیو
مجھے رکھیو تو اُس جگہ پہ چھپا
سبھی سے نہ زنہار تم اور ہم
مین کہتی ہون تجھ سے تو غافل نہو
یہی دل کو آتا ہے میرے خیال
کہا پھر یہ مرزا نے ملکہ جہان
خواصین اصیلین ہین صدہا بھری
وہین بولی ملکہ کہ اے میرزا
ہو منظور جانا جسے گر کہین
بتاؤن تجھے ہے یہان اک سرنگ
نہین اس نقب سے ہے واقف کوئی
فقط اک ہین سلطان اُسے جانتے
خواصون کو بس بھیجکر یان سے کل
ہوئی جبکہ مضبوط چلنے کی بات
اُٹھی صبحکو جب کہ ملکہ جہان
جو محلی اصیلین خواصین تھین وان

مین حاضر ہون تو جان اپنی نہ کھو
کہ تا زیست ہرگز نہ چھوڑوگے ساتھ
اور آتش مین خود دیکھ جلتی ہو نہین
نظر سے کبھی اپنی کرنا نہ دور
محبت ہے کی ترک مان باپ کی
اور کہنے کو میرے تو سچ جانیو
پرندے کی جس جا نہ پہونچے ہوا
کرینگے نہ تا لاش سلطان کم
وہ پیچھے پڑینگے ترے ہاتھ دھو
کہ اسمین نہو میرا تیرا زوال
کہ کس طرح چلیے گا اے مہربان
بتاؤ بھلا کس طرح جاؤگی
ہے منظور بس مجھکو گھر چھوڑنا
کسی کے وہ روکے سے رکتا نہین
کہ ہو دیکھ انسان کی عقل دنگ
سنا ذکر ہوگا نہ اُسکا کبھی
مجھے ساتھ طفلی مین تھے لے گئے
اسی راہ سے جائینگے ہم نکل
کٹی بند و بست کرتے بس ساری رات
کیا خاصہ منہ دھوکے بس نوشجان
کہا ان سے بیگم کے گھر ہو روان

ہو بارہ دری جلد آراستہ
سب اسباب موقع سے رکھوائیو
فقط اک چنبیلی کو رہنے دیا
کہ اسوقت جاتی ہون آرام کو
تو موجود یان رہیو دروازے پر
کیا اُسنے کمرہ جو اندر سے بند
چنبیلی نہ واقف تھی اس حال سے
چنبیلی رہی بیٹھی غافل وہان
وہان جاکے ملکہ نے مرزا کے پاس
اور اوپر سے چادر کا جھرمٹ لگا
چھپایا بہت اُس نے اپنا جمال
بنا یا غریبون سا ملکہ نے حال
اصالت کسی کی بھی مٹتی نہین
تشدد میں ہون مین سا قیا جھک گیا
نکلتی ہے جو گھر سے ملکہ جہان
خدایا تو کر خیر ہے مجھکو ڈر
جو ہین عشق مین رکھتے ثابت قدم
کہ ہے عشق کافر عجب بد بلا
جو سر کا یا ملکہ نے اوپر سے سنگ
جو اُترے نقب مین وہ دونون بہم
ستم ملکہ نے یہ اُتر کر کیا

مین آتی ہون تم دیکھنا راستہ
بہت فرش معقول بچھوائیو
اور اس سے یہ ملکہ جہان نے کہا
چلونگی مین بیگم کے گھر شام کو
مین مل آؤن مرزا سے دل کھولکر
کرے شک یہان کیا کوئی عقلمند
کہ بلبل نکلجائے گی جال سے
کہ سوتی ہے کمرے مین ملکہ جہان
سجا تن پہ مردانہ اپنے لباس
لیے اپنے رخسار اُسنے چھپا
وہ لے کیا کہون حسن چمکا کمال
چھپا وے کوئی جیسے گدڑی مین لال
کہ کنکر مین ہیرا چھپے ہے کہین
کہان لکھتے لکھتے ہون بس رک گیا
خدا جانے جائیگی اب یہ کہان
رہیگی وہین یا پھر آئیگی گھر
اُنھین جینے مرنے کا کیا اپنے غم
کرے شاہ کو ایک دم مین گدا
نمودار اُس سے ہوئی اک سرنگ
رکھا پہلے ملکہ جہان نے قدم
کہ اندر سے کھڑکی مین تالا دیا

چلی اپنے عاشق کے وہ ساتھ مین — کہ ہاتھ اسکا پکڑے ہوئے ہاتھ مین
چمکتا تھا اندھیاری مین اسکا تن — کہ جس طرح چمکے ہے کالے کا من
توکل پہ جاتے تھے دونون وہان — نہ واقف تھے نکلین گے جا کر کہان
گئے جب نکل وان سے دو کوس پر — دکھائی دیا انکو ٹوٹا سا گھر
گئے اس جگہ بیٹھ تھک کر بہم — نہ باقی رہا ان مین چلنے کا دم
ہوئے پاؤن بس انکے شل پھول کے — کوئی بیٹھے جس طرح رہ بھول کے
کہ جو بیکسی مین ہو بھولا کہین — اسے راستی راہ ملتی نہین
اسی طرح ملکہ بھی حشمت کو کھو — رہی بیٹھ کونے مین خاموش ہو
نہ تاب و توان اور نہ ہوش و حواس — عجب غم مین بیٹھی تھی ملکہ اداس
لگی کہنے مرزا سے ملکہ جہان — مجھے جلد لے چل تو اپنے مکان
کوئی دیکھ لیگا جو اس جا مجھے — تو جیتا نہ چھوڑے گا ہرگز مجھے
سواری کوئی جلد تا لاش کر — یہان سے تو لے چل مجھے اپنے گھر
ذرا مجھ مین چلنے کی طاقت نہین — کوئی دیکھ پاوے نہ تجھکو کہین
کہون حال مرزا کا اسوقت کیا — سیہ فکر سے اسکا چہرہ ہوا
جگہ کوئی رہنے کو پاتا نہ تھا — اور گھر باپ کے ڈر سے جاتا نہ تھا
وہ کرتے تو کر بیٹھا اس کام کو — جوانی مین سمجھا نہ انجام کو
کہ ہے عشق کافر کو عاشق سے کد — برے کام کا ہے نتیجہ بھی بد
سخن یہ بزرگون کا ہے سچ کہا — کیا عشق جس نے وہ رسوا ہوا
بڑا دوست تھا اسکا شمشیر خان — وہان سے تھا نزدیک اسکا مکان
یہی آئی مرزا کے دل مین ترنگ — چلا لیکے ملکہ کو بس اپنے سنگ
وہان سے چلا خوف کھاتا ہوا — ہر اک کی نظر کو بچاتا ہوا

ملاقاتی اسکا ملا گر کہین
کوئی راہ مین اُسکو کہ مل گیا
وہ سوغات سے پہونچا ملکہ کو لے
وہ جا پہونچا شہ میر خان کے مکان
محل مین گیا اُسکے وہ بیدھڑک
اوسے یار سے تھا بھروسہ بڑا
نہ تھا گھر مین اُس وقت شہ میر خان
گیا اسکی بی بی نے تب بہ شمار
اُسکی جو کرتے تھے تا لاش وہ
پکڑ کر شتابی سے ملکہ کا ہاتھ
تو اضع جو تھی چاہیے اُس نے کی
گئی اپنے کمرے مین لے اُنکو جو
یہ لونڈی وہان پر جو بیٹھی ہے دور
کسطرح کا ڈر نہین مہربان
فرشتے کو ہوگی نہ یان کی خبر
پلنگ پر گئے بیٹھ دونون وہان
کہا اُس سے ملکہ نے اسے باہرو
ترے واسطے مین نے کیا کیا کیا
ہے کی سلطنت اپنی برباد سب
فقط دیجیو خشک روٹی مجھے
تجھے جان و دل اپنا دیتی ہون مین

تو اُسکی طرف اُسنے دیکھا نہین
تو نظرون سے بچ وہ بہ مشکل گیا
بچا لایا ملزم کو خسلا دسے
لیے اپنے ہمراہ ملکہ جہان
کسی بات کا دل مین لایا نہ شک
زنانے مکان مین ہوا جا کھڑا
فقط اُسکی بی بی تھی وان نوجوان
ہے مرزا علی میرے شوہر کا یار
گیا تھا یہی ایک مدت سے کھو
بٹھایا بہت اُسکو عزت کے ساتھ
گلوری لگا پان کی اسکو دی
یہ بولی تم آرام اس مین کرو
خوشی سے کرین چین اس مین حضور
مرا کوہ قاف آپ سمجھین مکان
خداوند سمجھین اُسے اپنا گھر
لگی کہنے مرزا سے ملکہ جہان
خفا میری باتون مین ہونا نہ تو
یہ آفت کا ہے بوجھ سر پر لیا
فقیری مین تیری ہون ہمراہ اب
سمجھنا نہ تو دل سے کھوٹی مجھے
او را تنا یہ اقرار لیتی ہون مین

یہ لازم ہے تجھکو کہ میرے سوا — کسیکو نہ اب دیکھیو آنکھ اٹھا
ترے واسطے مین نے چھوڑا ہے گھر — سدا لینا اےجان میری خبر
کہیگا جو تو وہ کرونگی قبول — کہ ایسا نہو مجکو تو جاے بھول
کہا اُسنے اب تو کیا ساتھ ہے — مرا جینا مرنا ترے ہاتھ ہے
تو ہی شاہزادی اور مین ہون غلام — یہ کیا تاب ہے جو کرون کچھ کلام
مری جان تمھارا کدھر ہے خیال — ترے عشق مین یہ ہوا میرا حال
گرے گا پسینہ تمھارا جہان — گراؤنگا مین خون اپنا وہان
یہ آپس مین قول و قسم ہو گئے — تھکے تھے بہت راہ کے سو گئے
ادھر سوئے غفلت مین دونون وہان — ادھر گھر مین آیا جو شہ میر خان
رکھی دیکھی جوتی جو وان غیر کی — زنانے اور مردانے بھی پھیر کی
لگا پوچھنے کس کی پاپوش ہے — تو کس کے لیے اتنی بیہوش ہے
کہا اوسنے آیا ہے مرزا علی — کہ تھی جسکی خاطر تمھین بیکلی
وہ گھبرا کے بولا کہ ہے وہ کہان — اُسے چھوڑ بیٹھی ہے تو کیون یہان
کہا ساتھ اُنکے ہے اک ماہرو — اور کرتے ہین کمرے مین وہ گفتگو
ہے اسواسطے لونڈی بیٹھی یہان — مین کس طرح خلوت مین جاؤن ہان
گیا جلد کمرے مین وہ بے خطر — تو دیکھا کہ سوتے ہین وہ بیخبر
بہت دل مین خوش دیکھ اُنکو ہوا — خدا سے یہی اُسنے مانگی دعا
الٰہی تو اپنا سدا فضل کر — سلامت رہین دونون شمس و قمر
لیے سیب تھا ہاتھ مین کیا کہین — رکھا اُنکے کھانے کو جو طاق مین
رکھا ایک جا تو بھی پھر طاق پر — کہ کھاوینگے وہ سیب کو چھیل کر
گیا سیب رکھ کر جو وہ کام کو — ہے افسوس سمجھا نہ انجام کو

اجل کی تو وہ نیند سوئے ادھر
محل مین ہوئی اسکے پھر یہ خبر

ملکہ کے حال سے والدین کا واقف ہونا

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ رنگ
کہ ہوتی ہے اس جا مری عقل دنگ

محل کا کہوں حال ملکہ کے کیا
یکایک وہان بس پڑا تہلکا

ابھی سو گئے ملکہ نہ جو شام تک
ہوا کچھ چنبیلی کے بس دل مین شک

وہ آہٹ لگی لینے نزدیک جا
پتہ کچھ نہ آواز کا جب لگا

وہ کمرہ مین چھوٹی سی کھڑکی جو تھی
اسی راہ سے بس وہ اندر گھسی

جو دیکھا نہ اسنے کسیکو کہین
یہ سمجھی کہ بس ہائے ملکہ نہین

لگی بیٹھنے بس وہ کلیجہ پکڑ
لگی رونے سینہ پہ وہ ہاتھ دھر

لگی کہنے ملکہ غضب کیا کیا
مجھے چھوڑ رستہ کدھر کا لیا

مین بیگم کو دونگی بھلا کیا جواب
ارے کیا کیا تو نے خانہ خراب

نہ سمجھی کہ کس راہ سے وہ گئی
چنبیلی تحیر مین وان رہ گئی

چنبیلی ہوئی جب بہت بدحواس
ہراسان گئی وہ فہیمن کے پاس

کہا جاکے یان سے یہ احوال سب
کہ ملکہ نے ایسا کیا ہے غضب

خدا جانے کس راہ سے ملکہ گئین
پتا انکا اس جا پہ ملتا نہین

یہ سنتے فہیمن نے اک آہ کی
کہا ملکہ تو نے مری جان لی

فہیمن نے بس ہوش اپنی سنبھال
کہا جاکے بیگم سے ملکہ کا حال

کیے بند دروازے ملکہ جہان
اکیلی پڑی سو رہی ہین وہان

ہوئی شام اب تک وہ جاگی نہین
نہ ماندی طبیعت ہوئی ہو کہین

پکارا بہت مین نے باہر سے جا
جواب اسکا مطلق نہین کچھ ملا

اسی سے مرے دلکو حیرت ہوئی ۔ کہ شاید ہے ملکہ کو غیرت ہوئی
کہ غصہ حرام ہے جو انسان پر ۔ نہ کر بیٹھی ہون اپنی کچھ جان پر
ذرا آپ چلیے مرے ساتھ وان ۔ کہ اب تک ہی کیون سوتی ملکہ جہان
یہ سنتے ہی گھبرا کے بیگم چلی ۔ محبت سے دل مین ہوئی بیکلی
یہ پہونچی جو ملکہ کے کمرے کے پاس ۔ تو دیکھا مکان اُسنے بالکل اداس
ہزارون صدائین دین اُسنے وہان ۔ جو ہووے تو بولے وہ غنچہ دہان
بہت جب پکار اُسکو عاجز ہوئی ۔ تو کھلوا کے دروازہ اندر گئی
گئی جب کہ کمرے مین وہ نیمجان ۔ ملا کچھ نہ ملکہ کا اُسکو نشان
تلاش اُسکو ہر جا پہ کرنے لگی ۔ زبس غم مین بیٹی کے مرنے لگی
پلنگ کے برابر ہوئی جا کھڑی ۔ کہا ہاے بیٹی اور بس گر پڑی
لگی کہنے بیٹی کہان تو گئی ۔ اور کسواسطے مجھ سے ہے چھپ رہی
جوانی سے اپنی تو دھو کر کے ہاتھ ۔ گئی ہاے افسوس تو کسکے ساتھ
گیا تونے برباد کیون آپ کو ۔ اور رسوا کیا مفت مان باپ کو
وہ ہے کون ظالم تجھے لے گیا ۔ مجھے داغ ذلت کا جو دے گیا
تو آ جا شتابی کہا میرا مان ۔ ڈبوئے ہے کسواسطے خاندان
لگی رونے بیگم یہ کہہ زار زار ۔ جو تھی اُس کے ہمراہ ملکہ نگار
کہا اُسنے امان مین کہتی تھی کیا ۔ نہین میری باتون کو تمنے سنا
مین آثار تھی دیکھتی اُنکے بد ۔ نہین مجکو ہرگز بہن سے تھی کد
کئی بار مین نے کہا تھا بوا ۔ بہن خیر ہے بس تجھے کیا ہوا
چلن آپ کا بھی یہ بہتر نہین ۔ جو حسن پائینگی چال امان کہین
بھلا حال ہوویگا کیا آپ کا ۔ نہین خوف ہے تمکو مان باپ کا

سو مجکو وہ کہتی تھین دشمن ہے یہ — مرے ڈسنے کو پالے ناگن ہے یہ
کہا مین نے تھا آپ سے باربار — کہا تمنے بکتی ہے کیون اے نگار
چنبیلی فہیمن نہ واقف ہین کیا — کیا ہے یہ کسنے بس انکے سوا
ذرا ان سے تحقیق کیجیے حضور — یہ واقف ہین فعلون سو انکے ضرور
کہا سنکے آنے دے سلطان کو — عزیز اپنی سمجھین نہ یہ جان کو
وہ محلی جو حاضر تھا وان اسگھڑی — کہا اس سے بیگم نے جا تو دوڑی
شتابی بلا لا تو سلطان کو یان — ولے ذکر اسکا نہ کیجیو وہان
کیا جا کے محلی نے شہ سے بیان — بلایا ہے بیگم نے چلیے وہان
محل مین گئے اپنے جب بادشاہ — نظر آئی بیگم کی حالت تباہ
سنا بادشہ نے جو ملکہ کا حال — کہون کیا ہوا جیسا انکو ملال
ولیکن سمجھ اسکے انجام کو — کہا اٹھ کے بیگم تو منھ ہاتھ دھو
خبردار ظاہر نہین کیجیو — یہ غم اپنے سینہ پہ دھر لیجیو
ہے جیسا کیا ویسا پائے گی وہ — پھر آخر کو پچھتا کے آئیگی وہ
زیادہ کریگی جو تو اب ملال — تو چھپ جائیگا اسکا چھاپے مین حال
جو پہونچے گی ملکون مین اسکی خبر — تو کیا ہوگا احوال تو غور کر
ہے بہتر تلاش اسکی پوشیدہ کر — کسی طرح اسکو بلا اپنے گھر
مین کردونگا ساتھ اسکے اسکا بیاہ — یہ کہتا ہون دیکر خدا کو گواہ
ہمیشہ مین لیتا رہونگا خبر — رئیسون سے بہتر کرے گی بسر
خواصون کو بیگم نہ تم کچھ کہو — کہ بس صبر کر دل مین چپ ہو رہو
دیا حکم کوئی کہے گا یہ حال — مین کھچوا دونگا ساتھ ہی اسکی کھال
تلاش اسکی پوشیدہ ہونے لگی — تو چھپ چھپ کے مان اسکی رونے لگی

یہ کہتی تھی اے میرے مشکل کشا
مجھے بدلے رونے کے اب تو ہنسا

کسی کی بھی اس جا پہ چلتی نہین
جو شدنی ہے ہرگز وہ ٹلتی نہین

ملکہ کا مرنا اور دفن ہونا

پلا مجھکو ساقی نہ قاتل شراب
کہ غم سے ہوا جلکے ہے دل کباب

پڑی بیخبر حیف سوتی ہے وہ
لکھی جو ہے قسمت مین ہوتی ہے وہ

مقدر مین جنکے ہے جیسا لکھا
اسی طرح آتی ہے اسکی قضا

ہر اک آکے دنیا مین ہوتا ہے فوت
ہے حیلہ سے روزی بہانہ سے موت

کہون حال مین اسکی قدرت کا کیا
کہ آخر ہے اک روز سب کو فنا

فریدون رہا اور نہ جمشید و سام
اجل نے کیا کام سب کا تمام

سکندر رہا اور نہ دارا رہا
ہے فردوسی طوسی نے جو کچھ کہا

فقط انکا دنیا مین باقی ہے نام
رہے عدل کا اس طرح بس کلام

مرے دلمین تھا اور نہ لکھون بیان
ولے ختم ہوتی نہ یہ داستان

اسی سے مین کرتا ہون آگے بیان
مری کس طرح سے تھی ملکہ جہان

کہ جس طاق مین وہ چھری تھی دھری
مٹھائی بھی شاید تھی کچھ وان پڑی

قضا کار اک موش پہونچا وہان
مٹھائی کے لالچ چھری تھی جہان

ذرا پیر لگتے گری وہ چھری
تو ملکہ کے سینہ پہ آکر گری

قرولی نہایت تھی وہ آبدار
ہوئی گرتے ہی بس کلیجے کے پار

وہ کام اپنا کرتے ہی بس کر گئی
تھی ملکہ بس اک آن مین مر گئی

کہ اک زخم اسکا نہ وہ سہ سکی
نہ منہ سے بھی عاشق کو کچھ کہہ سکی

نہ تڑپی نہ بولی نہ کچھ بات کی
اسی زخم سے وہ ٹھکانے لگی

ادھر مرگئی ہائے یہ نازنین / ادھر جو نکا غفلت سے وہ مہ جبین
جو دیکھی یہ اسنے نئی واردات / تو گھبرا کے منھ سے نکالی یہ بات
کہ صد حیف ظالم مین کیون سو گیا / جو سوتے ہی میرے غضب ہو گیا
نہ آیا سمجھ مین کہ کیونکر مری / اور کس شخص نے اسکے ماری چھری
تعجب مین گھبرا کے رونے لگا / اور ساتھ اسکے جان اپنی کھونے لگا
الٰہی غضب مجھ پہ کیا پڑ گیا / عوض اسکے کیون مین نہین مر گیا
فلک اس قدر کیون ستایا مجھے / کہ ملکہ کا مردہ دکھایا مجھے
تجھے مجکو ایسا ستانا نہ تھا / غریبون کو یہ دکھ دکھانا نہ تھا
تجھے لوگ کہتے ہین اہل کرم / کیا تو نے کیون مجھ پہ ایسا ستم
جہان مین ہے مشہور بخشش تری / تو کی کیون نہ آسان مشکل مری
الٰہی جو یہ تجھکو منظور تھا / رضا مین تری زور اپنا ہے کیا
کہا اسنے ملکہ غضب کیا کیا / جیا مین ترے بن تو کیا مین جیا
پھر آخر کو سوچا کہ مر جاؤن مین / بھلا نام دنیا مین کر جاؤن مین
یہ کہہ جسم سے اسکے کھینچی چھری / اور اپنے کلیجے پہ فوراً دھری
جو چاہا کہ مارون نکلجائے پار / وہین آ گیا اسکا دلدار یار
لیا بس شتابی پکڑ اسکا ہاتھ / لگا کرنے یون بات مرزا کے ساتھ
غضب کیا ارے یار کرتا ہے تو / چھری مار کیون اپنے مرتا ہے تو
کہا اسنے رو رو کے سب ماجرا / ارے یار مجھپر غضب یہ پڑا
سب احوال اسکا کیا جو بیان / ہے یہ بادشہزادی ملکہ جہان
مین اس طرح اسکے محل مین گیا / وہین اتنے روز ون تھا پنہان رہا
اور اس طرح لایا تھا اسکو نکال / خدا نے کیا آکے یہ اسکا حال

اب آخر کو بس مارا جاؤنگا مین ۔ اور کیا منھ کسیکو دکھاؤنگا مین
اسیواسطے جان دیتا ہون مین ۔ برائی نہ دنیا مین لیتا ہون مین
لگا اسکو سمجھانے شہ میر خان ۔ تو کسو واسطے اپنی کھوتا ہے جان
جو رکھتا نہ مین طاق پر یہ چھری ۔ تو مرتی نہ ہرگز یہ رشک پری
ہے اس سے تو بہتر چھری میری مار ۔ نکلجاے فوراً کلیجے کے پار
بس اب غم زیادہ نہ کر سیم تن ۔ سمجھ اپنے دل مین بقول حسن
اگر مر گئی تو بلا سے موئی ۔ تو یہ جانیو مجھ پہ صدقے ہوئی
یہان عقل کو کام فرمائیے ۔ جو کہتا ہون مین تجھسے کر لائیے
کہا اسنے تو جلد بازار جا ۔ خرید اک بٹارہ وہان سے لے آ
کہے کے بموجب گیا وہ جوان ۔ نبی بخش کی جاکے پہونچا دکان
خرید اسنے جا اک بٹارہ کیا ۔ زبس زر کثیر اسکے بدلے دیا
وہ لیکر بٹارہ گیا اسکے پاس ۔ کہا اسنے مت ہوجیو تو اداس
مکان اپنے فوراً چلا جا ابھی ۔ اور بس نام اسکا نہ لینا کبھی
خبردار کہیو نہ تو اسکا حال ۔ نہین تو اٹھائیگا بس غم کمال
گیا ہوکے ناچار وہ اپنے گھر ۔ یہ غم ہاے ملکہ کا سینہ مین دھر
تھا یہ کام شہ میر خان نے کیا ۔ بٹارے مین ملکہ کو جو بھر دیا
بخوبی جو اُس نقش کو بند کر ۔ جوانمردنے اپنے کاندھے پہ دھر
وہ بھی رات آدھی جب ایسا کیا ۔ نکل گھر سے جنگل کا رستہ لیا
شتابی سے بس پاؤن دھرتا ہوا ۔ چلا چوکیدارون سے ڈرتا ہوا
جوان مرد تھا بس سپاہی بڑا ۔ ہوا راستے مین نہ ہرگز کھڑا
زیادہ کرون راہ کا کیا بیان ۔ شتابی یہ جنگل مین پہونچا جوان

کسی جا یہ اُسنے پٹارے کو دھر — زمین کھودی خنجر سے بھرتا کمر
گیا دفن اُسنے پٹارہ شتاب — زیادہ نہ تھی وان ٹھہرنے کی تاب
گیا اپنے گھر کو وہ کر اپنا کام — نہ واقف ہوا بس کوئی خاص و عام

افشای راز و تفتیش مقدمہ

کدھر ہے تو اے ساقی سیمبر — شتابی سے لے آکے میری خبر
مے لعل گون کا پلا مجھکو دور — لکھون حال ملکہ کا کچھ یان پہ اور
محبت کی ملکہ نے پی تھی شراب — اسی سے ہوئی اُسکی مٹی خراب
گیا دفن کرکے جو وہ اپنے گھر — درندون نے کھودی وہ قبر آن کر
کہ توڑا پٹارہ اور کھایا اُسے — مقدر نے یہ دن دکھایا اُسے
کہ زیور جو پہنے تھی وہ نازنین — پٹارا بگیا اُسکا وہ سب وہین
مسافر کوئی آکے نکلا وہان — پڑی تھی جہان نعش ملکہ جہان
نہ تھا کوئی اُسدم مسافر کے ساتھ — لگئی ایک زیور لگے اُسکے ہاتھ
چلا لے کے زیور وہ بازار کو — دکھایا پھر اک جا کے زردار کو
کوئی مول اُسکا لگاتا نہ تھا — وہ خود دام منھ سے بتاتا نہ تھا
وہ زرگر کے پاس اتفاقاً گیا — ملازم جو تھا خاص سلطان کا
وہ دیکھ اُسکے زیور کو حیران ہوا — اور مانند سنبل پریشان ہوا
لگا پوچھنے اس سے ہنسکر سُنار — کہان سے یہ پایا بتاؤ تو یار
لگا کہنے صاحب یہ میرا ہے مال — کہون تجھسے کسواسطے اسکا حال
ہوئی اُنکی آپس مین رد و بدل — کہا ساتھ تھانے مین تو میرے چل
کہا جاکے تھانہ مین سب اسکا حال — کہ ہے بادشاہی یہ چوری کا مال

چورا کے یہ لایا ہے اسکو ضرور — کرین آپ تحقیق جلدی حضور
بہت اُسنے پوچھا وہ بولا نہین — اور سمجھ حال بس اُسکا کھولا نہین
کہانتک کہون اسکا جھگڑا ہے دور — مقدمہ گیا بادشہ کے حضور
یہ دیکھ اُسکے زیور کو وہ بادشاہ — لگا کہنے دھمکا کے او روسیاہ
ترے ہاتھ آیا یہ کس طرح سے — مفصل بیان کر تو آگے مرے
ذرا دیر کہنے مین جو تونے کی — تو مین پھانسی دیدونگا تجھکو ابھی
یہ سنتے مسافر لگا کانپنے — کہا جو کہ فرمایا ہے آپ نے
مین کرتا ہون اب عرض اے جان پناہ — نہین میرا اس مین ہے کچھ بھی گناہ
مین آتا تھا جنگل کی رہ سے یہان — پٹارہ دکھائی دیا اک وہان
طمع سے گیا اُسکے نزدیک جب — وہان حال بس مین نے دیکھا عجب
کہ اک اُسمین گھائل تھی رشک پری — درندون کی کھائی ہوئی نعش تھی
وہان سے جو پایا تھا یہ سب مال — کیا عرض جو کچھ کہ تھا راست حال
اب آگے جو منظور ہو کیجیے — گنہ بخشیے یا سزا دیجیے
گیا حکم پاکر جو فوراً سوار — پٹارہ لیے آیا وہان ایکبار
کہ لیکر پٹارہ جو پہونچا وہان — تو دیکھا کہ ہے نعش بلکہ جہان
تھا حاضر جو شمشیر خان کوتوال — کہا شاہ نے اُس سے غصہ کمال
سزا اسکو مردود مین دونگا سخت — کہ ایسا ہے ابتر ترا بندوبست
غضب کا مرے گھر مین خون ہو گیا — دغا باز تو نیند مین سو گیا
یہ بیچاری جنگل مین کیونکر گئی — فقط تیری غفلت سے کشتہ ہوئی
نہ تھا راہ مین پہرے والا کوئی — یہ جنگل مین نعش اُسکی کیونکر گئی
محل مین تو سوتا رہا بے خبر — خدا کا نہ مطلق کیا تونے ڈر

ہوئی قتل ناحق کو دختر مری / سزا تیرے کردار کی ہے یہی
ابھی کھال تیری مین کھچواؤنگا / مزہ کو توالی کا دکھلاؤن گا
یہ شہ نے دیا حکم جلاد کو / اسے مار اور اسکی اولاد کو
مرے سامنے کاٹ تو سب کا سر / اور رکھو دو شتابی سو جا اسکا گھر
پکڑ ہاتھ جلاد نے جب لیا / تو یہ عرض شمشیر خان نے کیا
خداوند مجھ پر کرم کیجیے / اک ہفتہ کی مہلت مجھے دیجیے
کہ خونی کو حضرت مین تلاش کر / پکڑ لاتا ہون باقی دم ہے اگر
اگر ڈھونڈھ لاؤن نہ اسکو حضور / تو دلوائیے مجھ کو پھانسی ضرور
وہ مہلت کو پاکے چلا کوتوال / لگا کرنے تحقیق ہر اک سے حال
خبر جب گھڑی یہ محل مین ہوئی / تو بان اسکی سچ مچ کو مر ہی گئی
لگی پیٹنے لے کے بیٹی کا نام / ہوا کھانا پینا اسے سب حرام
تڑپتی تھی بسمل سی وہ ماہوش / چلے آتے تھے بس اسے غش پہ غش
اٹھی جھجلی سی بیتاب وہ نیمجان / کہان تک کرون اسکے غم کا بیان
لگی رونے کر یاد ملکہ نگار / کہ کس نے بہن تجکو ڈالا ہے مار
کیا پیٹ کے اسنے سینے کو لال / دیے کھول رخسار پر اسنے بال
وہ رو رو کے بس بلبلانے لگی / طرح مچھلی کے تلملانے لگی
محل مین عجب طرح کا غم ہوا / کہون کیا کہ جس طرح ماتم ہوا
سوا غم کے کچھ بھی نہ وان بات تھی / نوین شب محرم کی وہ رات تھی
بہت بادشہ کو ہوا اسکا غم / نہوتا تھا غصہ کسی طرح کم
یہ کہتا تھا غصہ مین وہ آن کر / مقرر مین کاٹونگا خونی کا سر

گرفتار ہونا مرزا کا اور اقبال کرنا جرم کا

پلا ساقیا مجھکو لیکر شراب
کہ اُلٹام سے دل ہوا ہے کباب

فلک یان بدلتا ہے کچھ اپنے طور
کہ مرزا پہ آتی ہے آفت کچھ اور

ولے لاگ مرزا کی اُس مین نتھی
کہ تھی موت ملکہ کی یون ہی لکھی

لگا کرنے تلاش جب کوتوال
ہوا فکر سے بس عجب اُسکا حال

پٹارے بناتے تھے جتنے چمار
طلب اُنکو تھانے مین کر ایک بار

وہ سب موچیون کو پٹارہ دکھا
لگا پوچھنے ڈانٹ کر ہو خفا

تمھین اسلیے بس دکھایا ہے یہ
کہو سچ کہ کسکا بنایا ہے یہ

بدلوا چمار اُنمین سے بول اُٹھا
کہ تیار مین نے پٹارہ کیا

خداوند مین اور منوان تھا ساتھ
نبی بخش کے مین نے بیچا ہے ہاتھ

جمعدار بھیجا خفا اُس نے ہو
پکڑ لایا بس وہ نبی بخش کو

بساطی جو تھانہ مین آیا یہان
تو کرنے لگا ڈر کے وہ یہ بیان

خداوند مین کیا خطاوار ہون
جو ہو حکم کرنے کو تیار ہون

سُنا جبکہ اُسنے پٹارے کا حال
تو کرنے لگا عرض وہ پیر سال

عبث آپ ہوتے ہین مجھپر خفا
بڑا یان پہ تاجر جو ہے مصطفا

ہے اک اُسکے بیٹا جو مرزا علی
وہ رہتا ہے سوداگرونکی گلی

کہ مجھ سے پٹارہ وہ ہے لے گیا
مجھے نقد قیمت ہے وہ دے گیا

گیا اُسکے گھر پہ جو خود کوتوال
تو حاضر ہوا اُسکے مرزا بحال

یہ کہنے لگا اُن سے وہ نوجوان
کہ کسواسطے آپ آئے یہان

گیا اُسکو تھانے مین لے کوتوال
لگا پوچھنے جب پٹارے کا حال

تو مرزا ذرا منھ سے بولا نہین
خموشی سوالب کو کھولا نہین

مقرر وہ خونی اسے جان کے
پکڑ لے گیا پاس سلطان کے

یہ حاضر ہے خونی میں لایا اسے — بڑی جستجو سے ہے پایا اسے
اُسے دیکھ سلطان نے ہو پر غضب — کیا اُسنے تحقیق احوال سب
کیا اُسنے اقبال خونی ہو نہین — پھنسا عشق مین دل جنونی ہو نہین
سبب مین سے لئے خداوند مارا اسے — اور جنگل مین لے جا کے گاڑا اسے
مرے سر پہ ہے خون اسکا حضور — مجھے پھانسی بدلے مین دیجے ضرور
مین احوال ظاہر کرونگا نہین — اور تہمت کسی پر دھرونگا نہین
یہ جو کچھ کیا بس ہے مین نے کیا — گئی جان سے وہ مجھے غم دیا
سخن جب یہ مرزا نے [illegible] سے کہا — تو سنتے ہی سلطان کو غصہ چڑھا
غضب ہو کے یہ حکم شہ نے دیا — کرو قید اسی نے ہے بس خون کیا
اسے جا کے رکھو حوالات مین — ملے کھانا اک بار دن رات مین
اسے پھانسی کل صبح کو دونگا مین — عوض خون کے خون بہاونگا مین
اور قرق کرو اس کے گھربار کی — کرو کوٹھیان بند سرکار کی
اور [illegible] نگا نے مین اس شخص کے — فقط اک پہننے کو جوڑا ملے
انھین جا کے فوراً دو گھر سے نکال — کرو ضبط جتنا ہے سب انکا مال
ابھی جا کے ناظر یہ تعمیل کر — شتابی کرے آ کے فوراً خبر

قرقی جائداد بحکم حاکم و واگذاشت بذریعہ وکیل

کہو [illegible] تو اے ساقی خوش گلو — ذرا آ کے ناظر سے کر گفتگو
[illegible] کچھ نشے کا خمار — گلابی شتابی پلا ایکبار
[illegible] لین دھرون [illegible] — کہ دون کچھ بیان مصطفیٰ کا مین ساتھ
گیا لے کے فرمان ناظر وہان — میان مصطفیٰ کا جہان تھا مکان

پیادے جو ہمرہ گئے بے شمار ۔ ہر اک کام مین اپنے تھے ہوشیار
ہوئی جبکہ یہ مصطفٰے کو خبر ۔ کہ غل شور ہے میرے دروازے پر
وہ واقف نہ تھا بالکل اس حال سے ۔ خبر تھی نہ بیٹے کے اعمال سے
نکل آیا گھبرا کے جو مصطفٰے ۔ نظر آیا ناظر اسے پہچنا
خوشامد سے کہنے لگا وہ غریب ۔ زہے آپ آئے ہین میرے نصیب
ہے کیا حکم شہ جلد فرمائیے ۔ جو ارشاد ہو وہ بجا لائیے
دکھایا جو فرمان سلطان کا ۔ کہ ہو رنگ فق جس سے انسان کا
مجھے حکم ہے جا کے قرقی تو کر ۔ ترا مال و دولت جو ہے سربسر
زنانے کی دیکر کے تلاشیان ۔ نکل آؤ دو چھوڑ اپنا مکان
فقط ایک کپڑا پہرا نا سالو ۔ اسیوقت گھر اپنا خالی کرو
کہا مصطفٰے نے عنایت کرو ۔ مجھے تین گھنٹے کی مہلت جو دو
تو تحقیق کرلون مین یہ ماجرا ۔ کہ کیون لوٹے لیتے ہو تم گھر مرا
مین کیا ایسا صاحب گنہگار ہون ۔ بجا لانے کو حکم تیار ہون
زبردستی مجھ پر نہ اتنی کرو ۔ قدم میرے گھر مین نہ اپنا دھرو
کہا پھر یہ ناظر نے او بے خبر ۔ ابھی جلد خالی تو کر اپنا گھر
نہین ظلم سے مین جو پیش آؤنگا ۔ زنانے مین تیرے مین گھس جاؤنگا
ذرا حکم کا کچھ نہین ہے خیال ۔ بہت تجکو پیارا ہے عزت سے مال
سنا کیا نہین اسنے بیٹے کا حال ۔ کیا خون ہے اسنے اوپر سال
کہا پھر مفصل سب اسنے بیان ۔ تھا جو کچھ گزرا احوال ملک جہان
یہ سنتے ہی غش کھا کے وہ گر پڑا ۔ رفیقون نے فوراً کیا پھر کھڑا
خوشامد بہت اسنے ناظر کی کی ۔ اور رشوت بھی کچھ اسکو دینی کہی

ولیکن نہیں مانا وہ سنگدل
نہ آنے دیا اُسکو تھا متصل

وہ غش میں رہا اور یہ اندر گھسا
تھا کالے نے تاجر کو گویا ڈسا

ستم جا کے اندر وہ کرنے لگا
کہ ہاتھ عورتوں کے پکڑنے لگا

لیا چھین زیور اور اسباب سب
الٰہی کسی پر نہ ہو یہ غضب

نکالا انھیں گھر سے تھا اس طرح
غدر نادری میں ہوا جس طرح

جو گھر سے نہ نکلی تھیں پردہ نشین
الٰہی وہ آفت میں کیسی پھنسیں

وہ روتی چلیں گھر سے بس زار زار
کنیزیں بھی کرتیں تھیں غل بے شمار

نکل گھر سے ماں اُسکی مسجد میں جا
گئی بیٹھ اک جا پہ مثل گدا

جو بیٹی تھی اک آمنہ اُسکے ساتھ
محبت سے پکڑے ہوے ماں کا ہاتھ

وہ بیمثل تھی نازنین نوجوان
کروں حسن کا اُسکے کیا میں بیان

وہ کہتی تھی یوں اپنے مل مل کے ہاتھ
ارے بھائی یہ کیا کیا میرے ساتھ

تری ہی تو گئی جان ہم بھی گئے
رہے اس خرابی میں تو کیا رہے

وہ روتی تھی مل مل کے بس زار زار
بہت شہر میں اُسکے تھے رشتہ دار

ولیکن نہ آیا کوئی اُس گھڑی
کہ کیا ان بیچاروں پہ آفت پڑی

ذرا اُنکو آکر دلاسا تو دیں
کہ صاحب نہیں فکر اتنی کریں

نہ جھوٹوں کہا گھر ہمارے چلو
جو کچھ تمکو درکار ہو ہم سے لو

کہوں عدل کیا تم سے میں بار بار
ہیں دنیا میں دولت کے سب رشتہ دار

پڑوس اُسکے رہتے تھا جن جو تھے
وہ سب حال دیکھ اُسکا ہنسنے لگے

بڑا نام رکھتا تھا بس مصطفا
پڑوسی تھے دونوں جو اُس سے خفا

جو بیہمت اُسکے زنانے ہوے
تو ہمسایہ میں ناچ گانے ہوے

نہ سمجھے کہ اپنا بھی ہوگا یہ حال
گرستی کا باندھے تھے وہ بھی تو جال

ہر اک شخص ہوتا ہے پیچھے خراب
حسن نے کہا شعر ہے لاجواب

کسی پاس دولت یہ رہتی نہین
سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین

سوا جب کہ برباد سب اسکا گھر
وکیلون کو دیجاکے اسنے خبر

وکیل ایک تھا وان یہ جو جاکس
گیا پاس اسکے وہ شیرین سخن

کہا اسنے اپنی مصیبت کا حال
تو سنکر ہوا غم اسے بھی کمال

وہ تھا مرد عاقل بہت رحم دل
بٹھایا اسے کرسی پر متصل

غریبی پہ جو اسکی رحم آگیا
تو صاحب نے یہ مصطفیٰ سے کہا

رہائی مین اسکی کرا لاؤنگا
ابھی جاکے قرقی چھڑا لاؤنگا

گیا وہ عدالت مین شیرین زبان
لگا کرنے قانون صدہا بیان

یہی پہلے اسنے وہان بحث کی
کہ کس طرح سے اسکی قرقی ہوئی

نہین پیشتر حکم کچھ چیز ہے
مقدمہ ابھی زیر تجویز ہے

عدالت ابھی حکم ناظر کو دے
رہے قرقی موقوف تا فیصلے

سوال ایسے کرتا تھا قانون دان
کہ آنے لگے حیرت مین پیر و جوان

پیے تھا جو قانون کی وہ شراب
کیا شاہ کو ہر طرح لاجواب

ہر اک طرح قرقی کو موقوف کر
خوشی سے چلا جاکس اپنے گھر

اٹھی ہر طرف مرحبا کی صدا
کیا شکر یہ مصطفیٰ نے ادا

جانا حوالات مین اور ملاقات ایمن چند سے

پلا ساقیا مجھکو اب شام مین
نہ لونگا مین ہرگز جو دیتا ہے چین

گیا جب حوالات مین وہ قمر
سوئی اسکے آنیکی سبکو خبر

وہ تھی جیلخانہ مین قیدی جو اور
لگے پوچھنے سب محبت کے طور

کہ تم آج صاحب کہان آئے ہو
تمہارے تو لائق تھا یہ گھر نہین
مصیبت کہو کیا ہے تم پر پڑی
یہ سنتے ہی بولا وہ مرزا علی
کہون یار کیا تم سے مین اپنا حال
مری ہاتھ سے میرے ملکہ جہان
مقدمے کا اثبات مجھ سے ہوا
کہا اسنے میری قضا آئی ہے
مین کچھ اپنے مرنے سے ڈرتا نہین
نہین مجھکو مرنے کا ہے کچھ ملال
کہ رہتے ہین آپس مین ہم چار یار
نہ کرتا مین زنہار مرنے کا غم
مین جینے سے ہاتھ اپنے بس دھو چکا
ذرا اپنے یارون کو مین دیکھ لون
وہ تھا بندی خانہ محل کے قریب
دریچے مین بیٹھے تھے سلطان ہان
لگے کہنے بل بے محبت تری
ارادہ یہ سلطان نے دل مین کیا
مین دیکھون گا کیسے بڑے یار ہین
یہ سوچا کہ دیکھون گا خود آپ جا
کیا اپنے پھر دل مین سلطان نے غور

اور کس جرم کی کیا سزا پائے ہو
بھلے آدمی آتے ہین یان کہین
جو ایسی سزا تمنے پائی کڑی
مجھے موت ہے زندگی سے بھلی
کہ سننے سے ہووے گا تمکو ملال
کرونگا مفصل نہ اسکا بیان
مقدر مرا جاگ کر سو گیا
وہی اس جگہ کھینچ کر لائی ہے
جو ڈرتا تو پھر ایسا کرتا نہین
یہ رہ رہ کے آتا ہے دلکو خیال
انھین دیکھ لیتا جو مین ایکبار
کہ ہون عشق مین اپنے ثابت قدم
جو ہونا تھا قسمت مین وہ ہو چکا
خدا کی قسم پھر خوشی سے مرون
کہ رہتے سدا اسمین تھے بد نصیب
سنی اپنے کانون جو یہ داستان
جو اسوقت مین یاد آئی ہے کی
کہ دیکھون محبت مین خود انکی جا
کہ مرنے کو بھی ہوتے تیار ہین
کھلے گا مفصل نہ میرے سوا
بنائی جو صورت پیادونکے طور

ہوا جب مسلح کمر باندھکر
کہا شاہ نے تھام مرزا کا ہاتھ
جسے تو کہے چل ملا لاؤن مین
کہا اسنے یارون کے گھر جاونگا
پکڑا اس سپاہی نے مرزا کا ہاتھ
اسی چشم کے پہلے پہونچا وہ گھر
شتابی سے اٹھکر گلے مل گیا
محبت سے بٹھلایا مرزا کو پاس
لگا پوچھنے یار کیسا ہے حال
کیون اسوقت آیا ہے تو میرے پاس
سپاہی یہ کسواسطے ساتھ ہے
طرح قیدیون کے تو آیا ہے یان
کہا اسنے رو رو کے احوال سب
مرے ہاتھ سے شاہزادی موئی
گنہگار مجھکو پکڑ کر کیا
تو کل پھانسی پاؤنگا اے یار مین
نہین مجھکو مرنے سے کچھ اسنے ڈر
کیا مین نے جو کچھ سو پایا ابھی
مجھے مرنے کا کچھ نہین ہے خیال
اسی جب گھبرا گیا سنتے ہی
ارے یار کیون فکر کرتا ہے تو

کسیکا نہ رکھتا تھا وہ دل مین ڈر
کہ ہے حکم سلطان تو چل میرے ساتھ
جو تجھکو کہا ہو کہانا کھلا لاؤن مین
جو ہے حکم شاہی بجا لاؤنگا
چلا لئے کے یارون کے گھر اپنے ساتھ
ہوئی اسکے آنے کی اسکو خبر
خوشی سے طرح پھول کے کھل گیا
جو دیکھا بہت اسنے اسکو اداس
اور ہے کسلیے دل کو تیرے ملال
اور ہے کسلیے تیرا چہرہ اداس
اور یہ پکڑے ہوئے تیرا کیون ہاتھ ہے
مفصل تو کر میرے آگے بیان
ارے یار مجھپر پڑا یہ غضب
اور یہ سب خبر شہ کو ظاہر ہوئی
اور پھانسی کا ہے حکم مجھکو دیا
خوشی سے ہون مرنے کو تیار مین
کہ مر کے تو دیکھونگا وہ سیمبر
نہ لے عشق کا نام اب کوئی بھی
لیا دیکھ یارونکا مین نے جمال
اور یہ بات مرزا سے اسنے کہی
اور کسواسطے دل مین ڈرتا ہے تو

گوارا بھلا ہوگا یہ کب مجھے — کہ جیتے مرے کوئی مارے تجھے
نہ کر اپنے دل مین ذرا تو خیال — کرونگا مین صدقے کرورونکا مال
لگا دونگا جا کر جواہر کے ڈھیر — اور دیدونگا فورًا کرونگا نہ دیر
مرے پاس موجود ہے کوہ نور — مین سلطان کو دونگا مع کوہ طور
دکھایا اُسے اپنا صندوق کھول — کئی بادشاہت ہے بس اُنکا مول
کسی بادشہ نے نہ دیکھا کبھی — عوض مین ترے شہ کو دونگا ابھی
یقین ہے خوشی ہوکے لے لینگے وہ — رہائی تری یار کر دین گے وہ
اور اسپر نہ مانینگے اے میرے یار — تو کہتا ہون مین تجھ سے یہ بار بار
ہین اس شہر مین جوہری پانچہزار — مرے حکم کے ہین وہ سب تابعدار
اکیلا نہ مرنے مجھے دینگے وہ — ترا بوجھ گردن پہ بس لینگے وہ
نہ کر اپنے مرنے کا تو کچھ خیال — یہ میرا ہے موجود سب جان و مال
مین دیدونگا بدلے ترے اپنا گھر — ارے یار اب یان تو آرام کر
یہ کی بات مرزا نے بس اُسکے ساتھ — مرا بیچنا ہے اب خدا ہی کے ہاتھ
کہ ہو جس مین بہتر وہی کیجیو — ولے جان اپنی نہ تو دیجیو
ملاقات ان دونون سے بھی کرون — کہ شاید بچون یا صبحکو مرون

ملاقات شہ میر خان

پلا ساقیا کوئی قاتل سا جام — پڑا ہے سپاہی سے اب مجھکو کام
یہ کہکر گئے وان سے دونون جوان — کہ رہتا تھا جس جا پہ شہ میر خان
ہوئی اُنکے آنے کی اُسکو خبر — شتابی سے نکلا وہ شیر ببر
پکڑ ہاتھ گھر مین اسے لیچلا — کہ اسوقت آیا ہے تو کیون بھلا

سپاہی نے جانے سے روکا اُسے / تو دل مین ہوا بسکہ دھوکا اُسے
کری گفتگو کی پیادے کے ساتھ / مین کہتا ہون تو چھوڑ دے اسکا ہاتھ
جو کچھ تمکو کہنا ہے مجھ سے کہو / مرے یار سے بس مزاحم نہ ہو
تو ہے کون مجکو بتا تو شتاب / نہین تو زیادہ کرونگا خراب
کہا اُسنے تمکو نشان اپنا دون / مین سردار چوتھے رسالہ کا ہون
کہ ہون اردلی خاص کا مین جوان / اور ہے نام بس میرا رحمان خان
مجھے شیخ سید تو مت دل مین جان / کہ ہون قوم کا یار مین بھی پٹھان
ستم بے سبب اسپہ کرتا نہین / مین دھمکی سے کچھ تیری ڈرتا نہین
یہ قیدی ہے تو ملزم گنہگار ہے / کہ اسکے لیے دار تیار ہے
مین بس حکم سلطان سے آیا ہون یان / جو قیدی کو ہمراہ لایا ہون یان
اگر تجکو کرنا ہے تو کرلے بات / زیادہ نہ کر گفتگو واہیات
یہ سنتے ہی غصہ مین وہ بھر گیا / بقولِ حسن جیتے جی مر گیا
حکومت کا تھا زور اُسکو بڑا / ہوا روبرو بس سنبھل کے کھڑا
رکھا اُسنے قبضہ پہ جو اپنا ہاتھ / کہا دیکھ کرتا ہون کیا تیرے ساتھ
جدا تن سے کرتا ہون مین تیرا سر / سزا دیتا ہون تو ذرا صبر کر
ہوئے دونون لڑنیکو تیار جب / بہت اُسکو مرزا نے سمجھایا تب
ارے یار ایسا ستم تو نہ کر / نئی مجھ پہ غلت کی تہمت نہ دھر
مری جان تو ہے عاقل و ہوشمند / کہ یہ شخص ہے حکم کا پابند
اسے حکم سلطان سے جیسا ملا / اُسی کے بموجب جوان یہ چلا
بھلا کس طرح خونی کو دے یہ چھوڑ / اور لے حکم حاکم سے منھ اپنا موڑ
تو زنہار اس سے مزاحم نہو / مین کہتا ہون سن عقل اپنی نہ کھو

اُسے اپنی باتون سے ٹھنڈا کیا
لگے بیٹھ کرسی پہ دونون جوان
یہ سنتے ہی احوال شیر خان
نہ مرنے کا کرنا تو اسنے خیال
مرے دادا ایران سے آئے تھے
بلا تو سپہ خانہ کا یان اُنکو کام
فتح ملک یان آ ہزارون کیے
جبھی سے مرے گھر مین یہ کام ہے
کبھی اک لڑائی ہون مین بھی لڑا
فتح جب کہ مین نے سنگھارا کیا
کہ مین سو برس سے نمکخوار ہون
بہت عزت اور میری توقیر ہے
اور عادل بھی ہے بادشہ یہ بڑا
مقدمہ سُنے گا جو وہ صاف صاف
صبح کو مین عرض اور معروض کر
دون شہ سے ایسے مین شیرین کلام
یقین ہے کہ تیرا خدمت مری
اگر کہنے سے چھوڑ دین گے تجھے
سو مین تو یہ کرتا ہون اقرار مین
کہ کل مرے تو بچے ہونگے اُدھر
رہونگا وہان مورچہ پہ مین آپ

سپاہی کو بھی کچھ دلاسا دیا
کیا نامرادی کا اُسنے بیان
لگا کہنے سنتا ہے اے میر جان
کہ کہتا ہون مین تجھسے اب اپنا حال
بلانے سے تشریف وہ لائے تھے
کہ رستم دلاور خان تھا اُنکا نام
بہت بادشہ زیر فرمان ہوے
بزرگون سے لے آجتک نام ہے
کسی بادشہ سے نہ ہرگز ڈرا
لقب شہ کا سلطان نے مجکو دیا
اور پھر جان دینے کو تیار ہون
کہ دی بادشہ کی یہ شمشیر ہے
مقرر مین لاؤنگا تجھکو چھوڑا
گنہ تیرا فوراً کرے گا معاف
دھرونگا جو سلطان کے قدمون پہ سر
جسے ڈنک ہون تشنگے ہر خاص عام
وہ کر دینگے بیشک رہائی تری
تو اپنی غلامی مین لین گے تجھے
کہ ہون جان دینے کو تیار مین
محل شاہ کا ہے قلعہ مین جدھر
پھرونگا مین ہاتھون کے اُنکو اب

قلعہ اسکا بالکل اڑا دونگا مین | غدر ملک بھر مین مچا دونگا مین
گرا دونگا وہ سر توپین و برات مین | گرا دونگا گولون کی برسات مین
یہ کہکر حکم بس اردلی کو دیا | طلب اپنے سب افسرون کو دیا
دیا حکم یہ کرکے ان کو طلب | کہ صبح کو رہے فوج تیار سب
بڑی کل مہم ایک درپیش ہے | بہت فکر سے دل مرا ریش ہے
کرو مورچے جا کے تیار تین | جو درکار ہو تمکو لو سیکڑین
ادھر مین گھوڑ چڑھی توپین جتنی یہان | ملین مجکو تیار وہ سب وہان
ہے جو فوج رومی فرنگی و روس | سبھون کو ابھی بانٹ دو کارتوس
رسالہ مین بھی جا کے کہدو پکار | کہ حاضر رہین لین مین سب سوار
سنا سب جو ہے حکم کل دونگا مین | جو منظور ہے کام وہ لونگا مین
کہا فکر کچھ اپنے دل مین نہ کر | خوشی سے تو سو جا کہ جا اپنے گھر
کہا اسنے میکو کے گھر جاؤنگا | ملاقات اس سے بھی کر آؤنگا

ملاقات کرنا میکو کا گیارہ سو اور گرفتار ہونا میکو کا

پلا جلد ساقی مجھے پوٹ وین | کہ ہو جس مین میرے کلیجے کو چین
بھرا جام کر دے تو اب مے سے لال | مجھے یان پہ لکھنا ہے میکو کا حال
وہ تھا چار یارون مین سب سے غریب | جسے روٹی مشکل سے ہوتی نصیب
کہ دنیا کی دولت نہ تھی اسکے پاس | فقط اپنے خالق سے رکھتا تھا آس
گئے اسکو شام لیکے میکو کے گھر | ہوئی انکے آنے کی اسکو خبر
ملا اسطرح اپنے وہ یار سے | ملے جس طرح کوئی دلدار سے
نہ تھی گھر مین موجود روٹی بھی کھانے کو | پھرا نا بچھا اک دیا اسنے ٹاٹ

پکڑ ہاتھ جلسے مین لایا اُسے
قضا را بکی تھی نہ اُس روز گھاس
شتابی سے لوٹیا وہ ٹھٹھیا کو لے
گھر وا اٹھ آنے یہ اُسکے کیا
وہ لیکر مٹھائی رکھی روبرو
مورے بھائی پہلے اسے کھا لیو
یہ کہنے لگا جوڑ کر اپنے ہاتھ
تو لاچار مرزا کو کھانا پڑا
جو میکو نے کھانا کھلایا اُسے
پس حال غیر اُسکا بس ہوگیا
لگا کہنے موچھون پہ دیکر وہ تاؤ
کہ ڈارون سسر واکو ابھین مین مار
بتا تو یہ سارا ہے کو ساتھ مین
تو دیکھ اپنی آنکھن ہون کیسا گنوار
یہ کہہ ڈانٹ کر بس پکارا اُسے
گیا بیتر کو بدل کر بچا
کیا اپنے دلمین یہ سلطان نے غور
کہاں عقل کو اپنی بس دیجیے کام
یہ جاہل ہے بالکل اناڑی گنوار
اسے دھوکا اسدم دیا چاہیے
کیا دوسرا چکر میکو نے وار

خوشامد سے اُس نے بٹھایا اُسے
نہتی ایک کوڑی بھی بس اُسکے پاس
کہا جا مہاجن سے کچھ سبکو دے
اور حلوائی سے جا کے پیڑا لیا
اور کی اپنی بولی مین یہ گفتگو
تورے ساتھ جا کر ہے اوہکا بھی دیو
کہ یہ بات کچھ کرہیون مین تورے ساتھ
رہا میکو اُس جا ادب سے کھڑا
تو حال اُسنے اپنا سنایا اُسے
جو تھا عقل اور ہوش سب کھو گیا
وہ ہے کون سارا تو ہوہکا بتاؤ
اور پھر مار اوہکا اُتر جاؤن پار
سبیا کچھو لیا لیے ہاتھ مین
کہ ایہکا تو ابھین مین ڈارت ہون مار
لو بندہ اُٹھا ایک مارا اُسے
ہوا وار خالی تو پیچھے ہٹا
بہت سی طرح اسکے بدلے مین طور
نہین اس کے لڑنے مین بس ہوگا نام
بلاشک ابھی مجکو ڈالے گا مار
اور پھر کام اپنا کیا چاہیے
تو سلطان نے اس سے کہا یہ پکار

ارے بھائی کیا مین گنہگار ہون
یہ جو کچھ کیا بادشہ نے کیا
اگر بدلہ لینا ہے تو اُس سے لے
کہ ہون مین سپاہی نہایت غریب
بس انصاف دل مین کیا چاہیے
ملایا ہے مین نے تجھے یار سے
کہون کیا کہ باتون مین وہ آگیا
لگا کہنے مرزا سے وہ بےشعور
اِدھر تو یہین دیکھ جاتا ہون مین
کہ تم دونون یان چپکے بیٹھے رہو
شتابی سے پھنسا کمر مین جا لگا
وہ رسّی کو لیکر شتابی چلا
محل بادشاہی کے نزدیک جا
مکان اک طرف اُسنے دیکھا جو بند
اُسی کے سہارے سے اوپر گیا
وہ پھر جا لگا ڈھونڈھنے شاہ کو
بہت عورتین دیکھین وان سربسر
یہی دلمین کی اُسنے تجویز غور
یہ سوچ ایک کمرے کے اندر گھسا
کہ خواجہ سرا ایک سوتا تھا وان
وہ سمجھا کہ بس بادشہ ہے یہی

مگر حکم سلطان سے لاچار ہون
اُنھین نے یہ بس حکم ایسا دیا
ارے یار ہمکو تو رحمت نہ دے
یہان کیا دکھاتی ہین میرے نصیب
اور انعام مجھکو دیا چاہیے
کوئی ٹل بھی سکتا گنہگار سے
کہ دھوکا سپاہی کا بس کھا گیا
محل شاہ کا یان سے ہے کتنی دور
ابھی کاٹ سر اوسکا لاتا ہون مین
کسی سے نہ یہ بھید ہرگز کہو
اور لی گوہ اک راستے سے پکڑ
اُسے تاب یارو کہان تھی بھلا
کھڑا ایک موقع سے جا کر ہوا
اُسی سمت کو جا کے پھینکی کمند
وہان ایک کونے مین جا چھپ رہا
یہ ڈر تھا نہ بھولون کہین راہ کو
نہ آیا کوئی مرد اُسکو نظر
کہ سوتا نہ ہو وہ کہین دیکھون اور
کسی جا پہ چھپ کر کھڑا ہو رہا
نظر آگیا اُسکو وہ ناگہان
اسی نے سزا یار کو میرے دی

لیا کاٹ سنیا سے بس اُسنے سر
یہ لے اُسکے سر کو چلا اپنے گھر
کہا آکے مرزا سے اُس نے پکار
تو یہ دیکھ لایا ہون مین اُسکا سر
لگا کہنے سر دیکھ مرزا علی
دیا حکم جسنے وہ ہے دوسرا
یہ احوال سُن ہو گئے سلطان خفا
کہا میکو نے کچھ نہ اندیشہ کر
قسم اپنی گنگا کی کھاتا ہون مین
عدالت مین بیٹھے گا جس وقت آ
کہ مردون سے جو کچھ زبان سے کہا
کہا اُس سے میکو نے جا اپنے گھر
گئے بادشہ لے کے مرزا کو ساتھ
بہت اُس سے رہنا خبردار تو
طلب جب کرین اُسکا سلطان وہان
وہ دیکھا آئے تھے اپنی آنکھون حال
گرفتار اسکو کیا چاہیے
رسالہ حفاظت کا تھا اک فرنگ
دیا حکم یہ اُس کے کپتان کو
کہا جا تو فوراً فلانے مکان
شتابی گرفتار کر اُسکو تو

نہین اُسکو مطلق ہوئی کچھ خبر
اُسی بار دے نیچے آیا اُتر
کہ دشمن کو تیرے مین لایا ہون مار
اور فوراً دیا سامنے اُسکے دھر
نہ کی بات میکو یہ تو نے بھلی
یہ نوکر اُسیکا ہے خواجہ سرا
کرین گے ستم اور کچھ سوا
کچہری مین کاٹون گا کل اُسکا سر
اور بیڑہ ابھی سے اُٹھاتا ہون مین
اُسیوقت مارونگا مین اُسکو جا
کوئی لاکھ روکے رکین کب بھلا
صبح تک کو اسکی ملے گی خبر
کہا بادشہ داروغہ تو اسکا ہاتھ
ذرا ہونا غافل نہ زنہار تو
تو ہونا اُسے لے کے فوراً روان
تو میکو کا تھا بادشہ کو خیال
خبرداروں کی پھر لیا چاہیے
تھا کرنیل اُسکا جو شمشیر جنگ
عزیز اپنی سمجھو نہین جان کو
اور بتلایا میکو کا نام و نشان
نہ کر دیر ابھی جا کے کر جستجو

یہ سنتے ہی فوراً بگل اسنے دے — گیا واں وہ اپنے رسالہ کو لے

لیا گھیر جاتے ہی بس گاؤن کو — ہٹایا نہ پیچھے ذرا پاؤن کو

رسالے نے گھیرا جو اسکا مکان — ذرا حال میکو کا سنیے بیان

کہیں سے لے آیا تھا تیغ دو سر — نہایت وہ خوش تھا اسے دیکھکر

یہ کہتا تھا دل میں کہ کل جاؤنگا — میں کر وار اپنا نکل آؤنگا

کرونگا جو اک ہاتھ میں اسکا کام — تو ہوگا بہت میرا دنیا میں نام

اسی فکر میں تھا یہ بیٹھا ادھر — کہ اتنے میں دوڑ آن پہونچی ادھر

لیا فوج نے گھیر اسکا گھر — وہ مطلق نہ رکھتا تھا اسکی خبر

لیا اسکو دھوکے میں جا کر پکڑ — شتابی سے دیں دونوں مشکیں جکڑ

نکال اسنے چاہا کہ شمشیر لوں — اور اک ہاتھ سردار کے پہلے دوں

ولیکن نہ اسکو سنبھلنے دیا — بڑے ظلم سے جاکے قابو کیا

پکڑ وہ گیا شاہ کے جب حضور — کہا رکھو قید اسکو لیجاکے دور

بڑے جیلخانے میں لے جائیو — کٹہرے میں بند اسکو کروائیو

حفاظت کو اک اسکی کرنیل جائے — کسی طرح جسمیں یہ نکلنے نہ پائے

رہیں کمپنی اسکے پہرے پہ تین — کہ ایسا نہ ہو کوئی لیجائے چھین

طلب جب کروں باندھکر اسکا ہاتھ — تو کرنیل لاوے اسے اپنے ساتھ

کیا بندوبست اسنے بس سربسر — بہت دل میں رکھتا تھا میکو کا ڈر

غرض بادشہ جو محل میں گئے — نہ خواب آیا میکو سے ڈرتے رہے

بادشاہ کا دربار عام اور مقدمہ کا آغاز

کدھر ہے تو اے ساقی سبز رنگ — مجھے مے کے بدلے پلا میٹھی بھنگ

چڑھے اس نشہ کی جو مجھ کو ترنگ
سناؤن تجھے پھر نیا رنگ ڈھنگ

ہوا روز روشن گذر شب گئی
کچہری مین سلطان کی آمد ہوئی

کیا نوش خاصہ کو پڑھ کے نماز
نہان رکھا مرزا کا سب نے راز

کہ آئے عدالت مین سلطان جب
ہوئے آکے حاضر بھی مجرائی سب

ہوا پیش پرچہ یہ اخبار کا
کہ شمشیر خان آج باغی ہوا

یہانتک ہوا نشہ سے ہے برخلاف
خلاصہ وہ کہتا ہے یہ صاف صاف

نہ چھوڑین جو سلطان مرے یار کو
اُڑا دونگا سب شہر و بازار کو

ہین توپون کے مہرے طرف قلعہ کے
کھڑے افسر ہین اپنی فوجین لیے

کہ توپون یہ روشن ہین جتنا بیان
خداوندا آگے کرون کیا بیان

سنائی یہ آ دوسرے نے خبر
کہ اسوقت ہے شہر مین شور و شر

مکان گھیرے ہین جوہری پانچ ہزار
مچاتے ہین وہ شور و غل بے شمار

لیے ہین جواہر کے وہ پوٹلے
اور آتے ہین بیخوف سیدھے چلے

امین چند ان سب کا سردار ہے
بڑا عقلمند اور ہوشیار ہے

یہ کہتا ہے کچھ عرض رکھتا ہون مین
ضرور اسکو بلوا کے حضرت سنین

خبر تیسرے نے یہ آکر کے دی
مین کرتا ہون کچھ عرض سنیے ذری

اور حاضر ہین تاجر بھی یان دس ہزار
وہ کرتے ہین فریاد سب ایک بار

دوکانین ہر اک کار کی بند کر
چھپے گھر مین بیٹھے ہین سب پیشہ ور

پڑا شہر مین آج ہرتال ہے
کہ حضرت رعیت کا یہ حال ہے

یہی کہتا ہے شہر بھر برملا
نہین کام کرتے ہین حضرت بھلا

اگر بادشہ یون کرینگے ستم
تو بس شہر دینگے یہ چھوڑ ہم

اور کہتا ہے بس صاف یہ مصطفا
خداوند ہون چاہین اسمین خفا

سزا میرے بیٹے کو جو دینگے وہ
نتیجہ برا اُسکا پھر لینگے وہ

ابھی لارڈ لٹن بہادر کے پاس
حقیقت کرونگا مین جا التماس

سُنا جبکہ سلطان نے سب کا حال
کیا دل مین کچھ بھی نہ اسکا خیال

دیا حکم داروغہ کو جلد جا
کہ تینون کو سمجھا کے یان پر لے آ

یہ کہیو کہ سلطان جو ہووینگے شاد
تو پاؤگے انصاف سے اپنی داد

وہ فریادی تینون جو حاضر ہوے
تو فرمایا سلطان نے کرنیل سے

کہ یہ تینون آتے ہین جسکو کولا
اور عزت سے دے کرسیو پر بٹھا

اسیسے مقرر کیے اُس نے تین
جو تھے ایلچی عقلمند اور ذہین

تھا بنگالہ کا ایک نجاب کا
سوم وہ رزیڈنٹ ملکہ کا تھا

اور کپتان مرزا کو لایا وہان
تھا سایے مین تلوار ونکے نوجوان

کہ حاضر ہوا جبکہ مرزا علی
جگہ پھر کٹہرے مین اُسکو ملی

تھا زیور اُسے طوق و زنجیر کا
اور سایہ بھی تھا سر پہ شمشیر کا

بساطی و سیلاح و بدلوچار
ہوے اُنکے اظہار جو ایک بار

بساطی نے مرزا کو ملزم کیا
اسی شخص نے تھا پٹارہ لیا

رہائی سن اظہار تینونکی کی
فقط اسنے مرزا پہ تہمت رکھی

بحث و بہیت ملازم

کہ بھرے تو اے ساقیا کم ہمیر
مین طالب ہون تیرا او مائی ڈیر

پلا مجکو اک جام بھر کر بیر
کہ بے کس کا احوال آیا نیر

جو آیا عدالت مین جی جاکسن
تھا بے مثل اتنا وہ شیرین سخن

رچی ماپرسن سے نسبت مین جوان
کہ او ورف اوڈیس مین اُسکو کہون

جو ہو سامنا سر بلٹین سے
نہ ہرگز جواب اسکو وہ دیسکے

کھڑا جو ہوآکے اجلاس پر
گئے سب وکیل اس سے سلطانکو ڈر

یہ کرتا ہے صد ہا وکیلون کو بند
نہایت ہے قانون دان عقلمند

کسی طرح اس سے نہ پیش آئینگے
مقدمہ نہ سرسبز کر پائینگے

مقدمہ کا ظاہر تھا سب اسکو حال
بس آتے ہی اسنے کیا یہ سوال

کہ کس جرم کا یہ گنہگار ہے
جو تیار اسکے لیے دار ہے

دفعہ کون سی اسپہ قائم ہوئی
سنون مین بھی کس طرح ملکہ موئی

تھی شہ کے وکیلون کو مرزا سے کد
لگے کہنے قائم ہے قتل عمد

کہا جا کسن نے کہ اظہار وہ
جو ہے حال مرزا وہ سچا کہو

خبردار کہنا نہ ہرگز خلاف
بتادو حقیقت جو ہے صاف صاف

تو مرزا نے سنتے کیا یہ بیان
نئے سر سے کہنے لگا داستان

خداوند مین اپنا کہتا ہون حال
خطا بخشیے اور نہ کیجیے ملال

گیا ایکدن مین جو سوے چمن
وہان ایک دیکھی پری سیمتن

قضارا نظر میری اوپر پڑی
تو کوٹھے پہ اک نازنین تھی کھڑی

نظر آیا مجھکو جو اسکا جمال
کہون کیا کہ جو کچھ ہوا میرا حال

کہ بس وان پہ کچھ اپنا چلتا نہ تھا
کسی طرح سے دل سنبھلتا نہ تھا

تو مایوس وان سے چلا اپنے گھر
رہی تن بدن کی نہ مجھکو خبر

مین ہر روز پھر وان پہ جانے لگا
نظر اسس پری سے لڑانے لگا

اور وہ بھی مجھے دیکھ جاتی تھی روز
جمال اپنا مجھکو دکھاتی تھی روز

کہون ایک دن کا مین کیا ماجرا
کہ تھا مین چمن کی روش پر کھڑا

جرا آئی غنچہ تھی اک میرے پاس
ارے دیکھ بس اسکو ہوش وحواس

گئی پوچھ سب میرا نام و نشان
کہا پھر ملونگی مین تجھکو یہان

مجھے لے گئی دو گھڑی کو وہان
کہ جس جا پہ رہتی تھی ملکہ جہان

وہان کا مین احوال کیونکر کہون
جگہ شرم کی ہے بہت چپ رہون

رہا دو مہینے مین اُس جا مقیم
نہ واقف ہوئی صبح تک کی نسیم

نہان رہتا تہخانہ مین تھا مدام
سوا عیش و عشرت نہ تھا میرا کام

سُنی جبکہ بیگم نے اُڑتی خبر
تو پیدا ہوا دل مین ملکہ کے ڈر

لگی کہنے مجھ سے یہ ملکہ جہان
کہ بہتر نہین اب ہے رہنا یہان

مین کہتی ہون لیچل مجھے اپنے ساتھ
مگر چھوڑ دینا نہ تو میرا ہاتھ

خداوند گستاخی کیجیے معاف
مین کہتا ہون احوال اب صاف صاف

مین اُسکا دل و جان سے تھا غلام
نہ زنہار بس کر سکا رد کلام

کہا مین نے چلنے کو تیار ہون
کہ ہر طرح سے فرمان بردار ہون

یہان سے کہو کس طرح جاؤ گی
خواصون سے کب چھوٹنے پاؤ گی

تو اُسنے نقب اک دکھائی مجھے
اُسی راہ سے وہ لے آئی مجھے

نکلتے ہی باہر گئے بس حواس
سواری نہ رکھتا تھا کچھ اپنے پاس

یہ سوچا کہان اسکو لیجاؤن نہین
اور پوشیدہ کس جا پہ ٹھہراؤن نہین

کہ ہے یار میرا جو شہ میر خان
ارادہ کیا چلیے اُسکے مکان

مین واقف تھا وہ میرا صادق ہے یار
کرے گا نہ انکار وہ زینہار

غرض لے گیا مین جو اُسکے مکان
نہ تھا گھر مین اُسوقت شہ میر خان

فقط اُسکی بی بی اکیلی تھی
جو دیکھا کہ آیا ہے مرزا علی

مری اُسنے خاطر کی بس اسطرح
کہ دیور اور بھاوج ہون بس جسطرح

جگہ اپنے گھر مین رہنے کو دی
خبر میری ہر طرح سے اُسنے لی

تھکے تھے جو ہمراہ کے بے شمار — تو جاتے ہی وان سو رہے ایکبار
وہان طاق مین رکھی تھی اک چھری — خدا جانے کس طرح سے وہ گری
کلیجے پہ اُسکے جو آکر گری — اسی زخم سے حیف ملکہ مری
کہون کیا کہ جو کچھ ہوا میرا حال — کہ سننے سے حضرت کو ہوگا ملال
یہ چاہا کہ مر جاؤن مین اُسکے ساتھ — لیا یار نے بس پکڑ میرا ہاتھ
نہ ہرگز مجھے اُسنے مرنے دیا — مرا بوجھ سب اپنے سر پر لیا
کہا اُسنے لا اک پپارہ شتاب — زیادہ نہین ہے ٹھہرنے کی تاب
مین لایا پپارہ تو اُسنے کہا — شتابی سے تو یار گھر اپنے جا
خداوند مین بھی نہین جانتا — مرے بعد اس شخص نے کیا کیا
ولیکن یہ اقبال کرتا ہون مین — نہین تہمت اورون پہ دھرتا ہون مین
کہا شہ سے مرزا نے یہ برملا — کہ ہے ایسے جینے سے مرنا بھلا
نہین بے سبب ننگ و رسوائی ہے — سزا اپنے اعمال کی پائی ہے
اگر دیدہ بازی کا ہوتا نہ شوق — تو پڑتا گلے مین نہ ذلت کا طوق
جو ہوتی نہ کوٹھے پہ ملکہ کھڑی — تو کیون پڑتی ہاتھون مین یہ ہتھکڑی
خطا ہے بس آنکھو نکی جو جا لڑین — انھین کے سبب بیڑیان ہین پڑین
یہ کہکر کے مرزا ہوا جو خموش — تو بس اُڑ گئے اُسکے والد کے ہوش
لگا کہنے ظالم غضب کیا کیا — جو اقبال اظہار مین کر دیا
وکیلون کا کیا زور ہے پھر کہو — جو خود منہ سے اقبال مجرم کا ہو
کہا مصطفے نے جو رو رو زار زار — تو کہنے لگے اُس سے مرزا کے یار
جناب آپ ہووین نہ اتنے ہراس — وہ خالق رحیم ہے رکھین اُس سے آس
ہین موجود ہم تم نہ حیران ہو — مقدمہ کی روداد تو دیکھ لو

ثبوت اسپہ جب خون ہو جائیگا
کرین گے جو کچھ ہم سے بن آئیگا

بیان جبکہ مجرم کا سب ہو گیا
یہ سلطان نے شہ میر خان سے کہا

مفصل مرے سامنے کر بیان
تری بھی عجائب ہے اک داستان

یہ کس واسطے تونے ایسا کیا
قدم کیون بغاوت مین اپنا رکھا

کھڑا ہو گیا سنکے شہ میر خان
اطاعت سے کرنے لگا یون بیان

خداوند بیشک گنہگار ہون
ولے سو برس سے نمک خوار ہون

مرے دادا جسطرح تھے خیر خواہ
مین کہتا ہون اے شاہ گیتی پناہ

اسی طرح مین بھی نمکخوار ہون
فدا جان کرنے کو تیار ہون

جہان مین ہی واقف ہر اک خاص و عام
ہمیشہ سے حضرت کا ہون مین غلام

یہی عرض کرتا ہے یہ خاکسار
رہا جلد کر دیجیے میرا یار

اگر دادا اپنی نہ مین پاؤن گا
تو بیشک بغاوت سے پیش آؤنگا

یہ سنتے ہی شہ ہو گیا پر غضب
زیادہ چڑھا غصہ باتون سے تب

یہ فرمایا آئی ہے تیری قضا
بغاوت کی دونگا تجھے مین سزا

ابھی توپ کے منہ اڑواؤنگا
مزا تجھکو کہنے کا دکھلاؤنگا

خفا ہو کے فرمایا تو بیٹھ جا
امین چند کو روبرو میرے لا

یہ سنتے امین چند حاضر ہوا
لگا دینے شیرین زبان سے دعا

لیے ہاتھ مین اپنے تھا کوہ نور
کہ دی نذر اسنے ہے کوہ طور

جواہر کا کر ڈھیر سب روبرو
امین چند کرنے لگا گفتگو

خداوند اسکو رہا کیجیے
عوض اسکے یہ خون بہا لیجیے

یہ سن بادشہ مسکرانے لگے
اور ظاہر مین انکھین دکھانے لگے

بہت تونے گستاخی بقال کی
طمع جو جواہر کی ہے مجکو دی

ابھی دیکھ کرتا ہون کیا تیرا حال ‖ نہ آئیگا کچھ کام یہ تیرا مال

تو سمجھا ہے بیشک مجھے لالچی ‖ جو رشوت یہ اجلاس پر لاکے دی

اٹھا دور کر یہ نہین لونگا مین ‖ سزا تجکو رشوت کی بس دونگا مین

امین چند نے سنکے یہ عرض کی ‖ خداوند رشوت نہین مینے دی

خداوند رشوت نہین اسکا نام ‖ یہ گذرانی ہے نذر بس لا کلام

امین چند نے برملا یہ کہا ‖ کہ دیتا ہون مین یار کا خون بہا

کہا شہ نے کپتان کو یہ بلا ‖ مرے سامنے اب تو میکو لا

سوار و پیادہ آکے میکو کھڑا ‖ تھا چارون طرف اسکے پہرہ کڑا

گلے مین تھا طوق ہاتھون مین ہتھکڑی ‖ اور پاؤن مین بھاری تھی بیڑی پڑی

گرفتار مانند خونی تھا وہ ‖ کہ جسکا مثال جنونی تھا وہ

کیا جبکہ سلطان نے اُس سے سوال ‖ تو بولا وہ آنکھون کو کر لال لال

اتنک مورے ہاتھن کو تو کھول دیو ‖ گنوار ہون مین کیسا مجھے دیکھ لیو

کپتان مین چہ پان کرت ہون تمہار ‖ کہ کرپا کرو چھوڑ دو مورا یار

اسکے مارے توری ٹینا جی آئے ‖ تو منہ کاہی صاحب دو پھانسی چڑھائے

یہ فرمایا سلطان نے سن تو گنوار ‖ عوض مین مین اسکے تجھے ڈالون مار

تو راضی بدل سے ہے مین ایسا کرون ‖ تجھے پھانسی دون اور اسے چھوڑ دون

یہ سنتے ہی خوش ہو گیا وہ گنوار ‖ مجھے مارو اور چھوڑ دو مورا یار

خوشی سے وہ کہنے لگا یون پکار ‖ مین جاوت ہون ہر نکو سب کا جوہار

کہا بادشہ نے کرو اسکو دور ‖ اسے پھانسی دلواؤنگا مین ضرور

طلب شہ نے جب مصطفیٰ کو کیا ‖ اسے حکم بس بیٹھنے کا دیا

جو آیا عدالت مین وہ نیم جان ‖ لیے کوٹھیون کی تھی سب کنجیان

کیا پہلے سلطان کو جھک کر سلام ۔ اور رو رو کے کرنے لگا یہ کلام
خداوندا دے ہون تاجر غریب ۔ نہایت ہے لڑکا مرا بدنصیب
ضعیفی کی یہ میری اولاد ہے ۔ بہت خستہ و خوار و برباد ہے
ترحم مرے حال پر کیجیے ۔ رہا میرے بیٹے کو کر دیجیے
کہ حضرت سے کہتا ہے یہ خاکسار ۔ ہے دولت مرے گھر مین جو بیشمار
مرا مال سب ضبط کر لیجیے ۔ تصدق اسے تخت کا کیجیے
مہاجن کے بیٹے کو کیا ہے بلال ۔ جیے گا تو پھر پیدا کر لے گا مال
کہا بادشہ نے کہ او بے شعور ۔ تو کرتا ہے دولت کا اپنی غرور
مجھے اپنی حشمت دکھاتا ہے تو ۔ مرے دل کو غصہ دلاتا ہے تو
کہ اسکو تو پھانسی ابھی دونگا مین ۔ اور دولت تری ضبط کر لونگا مین
یہ سلطان سے پھر مصطفےٰ نے کہا ۔ جو اسکو نہ حضرت کرین گے رہا
تو بیشک مین لندن ابھی جاؤنگا ۔ اور یہ حکم کی نقل دکھلاؤنگا
امان قیصر ہند سے پاؤنگا ۔ ہم اس طرف کو مین کرواؤنگا
یہ سن بادشہ مسکرانے لگے ۔ ولے خوف ملکہ کا کھانے لگے
ہوے جب قلمبند اظہار سب ۔ اسیر بھی یہ سن چکے حال سب
کڑک کر ہوا جب کہ سن جو کھڑا ۔ اور تقریر کو اپنی یون لے اڑا
مخالف کے وکلا سے بولا وہین ۔ کہ یہ جرم ہے اسپر عائد نہین
اگر جرم سے اسکو اقرار ہے ۔ ولے پھانسنا اسکا دشوار ہے
رہا کر کے اسکو مین لیجاؤنگا ۔ نہین پھر کبھی منھ نہ دکھلاؤنگا
ملازم جو سرکار کے تھے وکیل ۔ یہ بولے نہین آپ کیجیے دلیل
رہائی کی نہین اسکی آسان ہے ۔ یہان جان جانیکا سامان ہے

بڑا آدمی ہے جو مجرم کا باپ
بلا شک ہے تم کو یہ باور ہوا
سو حضرت یہان سیکڑون جرم ہین
سنی جیکسن نے جو یہ داستان
ہے سن تناٹھ کا جو ایکٹ چیل وہ بیچ
دفعہ تین سو مین نپل کو ڈکی
اگر قتل انسان لائق سزا
اگر فعل جو باعث قتل ہے
و یا فعل سے جسم کو ہو ضرر
ضرر نیت جرم سے جو کیا
یا فعل مجرم خطرناک ہو
کہ نیت سے چارونکی پہچان ہے
کہ ان چار شکلون مین ہو کون سی
اور سب سے بڑی بات کیتا ہو نہین
دفعہ دو سو تنانوے ایکٹ کی
اگر جسم پہ دفعہ عائد نہو
کہ اس دفعہ کا آپ منشا نہین
کوئی شخص جو اپنے افعال سے
اُسے قتل کہتے ہین انسان کا
یہ فعل اسکا کب موجب قتل تھا
کرے ڈاکٹر کی جو تحریر غور

بہر بہتر کہ کچھ اُس سے بھی لیوین آپ
کہ قائم یہی جرم اسیر ہوا
بچے ایک سے اور قائم کرین
عدالت سے کرنے لگا یون بیان
وہ ہے اور بھی ہے نظائر کا گنج
ہے تعریف قتل عمد کی لکھی
انھین چار شکلون مین سرزد ہوا
ہلاکت کی نیت سے مجرم کرے
کہ جس سے ہلاکت کا ہووے خطر
ہلاکت کا فعل عادتاً اُسکو تھا
کہ بیشک ہلاکت کا باعث ہے جو
وہ قتل عمد قتل انسان ہے
سزا قتل کی جس سے تجویز کی
دفعہ ماسبق کی ہے تائید مین
شرح قتل انسان مین ہے جو لکھی
تو قتل عمد کس طرح ہے کہو
اور الفاظ پر اُسکے اب زور دین
کسی دوسرے کی ہلاکت کرے
کہ جسکے لیے ہے یہ لازم سزا
جو بیچارے کو جیل خانہ ملا
عدالت کو معلوم ہوا اُس سے اور

یہی صاف تحریر ہے اُسنے کی
اسی زخم کے رنج سے یہ مری

کہ یہ زخم مارا کسیکا نہین
چھری گر پڑی ہے اچانک کہین

پولس نے نہ تحقیق اب تک کیا
چھری رکھنے کا وان یہ باعث تھا کیا

توکل پہ میرے سراسر ہے جور
رہا کچھ کرکے انصاف و غور

اُڑے تب تو شاہی وکیلونکے ہوش
کیا جیکسن نے جو اپنا خروش

وکیلون سے اپنے یہ شہ نے کہا
کہ تم سب کو معقول اُسنے کیا

کہ و بحث اور کوئی قانون سے
کسی جرم مین یہ تو ملزم پھنسے

مگر رد مین قانون کیونکر کرون
نہایت مین پابند انصاف ہون

جماعت وکیلون کی اک تھی اُدھر
لگے کرنے کھسکیان ہمدگر

سب اندھون مین وان ایک کانا بھی تھا
لیک کر یہ سلطان سے اُسنے کہا

مرے ذہن مین ہین کئی جرم اور
بیان مین کرون کر کرین آپ غور

کہا شاہ نے مرحبا مرحبا
بیان کر سنون مین تو کہتا ہے کیا

یکم دخل بیجا ہے دوم زنا
سوم ساتھ عورت کو لے بھاگنا

کیا عیب یہ جو تجھے پھسلا لیا
اور اپنے پہ شیدا پری کو کیا

یہ ثابت ہین جرم اسپہ قانون سے
ہے مشکل جوان چار سے بچ سکے

کی تردید پھر جیکسن نے وہان
ہوئے بند سب مُنہ کے قانون دان

یہ ہے صاف ثابت کہ متوفیہ
نہ تھی فاترالعقل و نابالغہ

نہین جرم ملزم نے اسپر کیا
نہ تحریک کی اُسکو بہکا دیا

رضا اور رغبت سے وہ نکلی تھی
بھگا آپ ملزم کو وہ لے گئی

بھگانے کی تھی التجا اُسنے کی
زبردستی اُسنے رضا اُسکی لی

زنا کو تعلق بھلا اس سے کیا
کہ متوفیہ تو تھی نا کتخدا

زنا کو تو منکوحہ ہوتا ہے شرط
اُسے اُسنے پھسلایا ہرگز نہین
نہو فعل بد جبکہ ثابت کہین
نہین اسنے قابض کی توہین کی
نتھا اُسکی نیت مین کچھ بد گمان
تو کس طرح ملزم حراست مین ہے
جو پابند قانون سرکار ہے
رعایا پہ لازم نہین ہے یہ جور
رہا کیجیے اسکو بہر خدا
یہ سن کر کے شہ نے تامل کیا
کہا شاہ نے تب رزیڈنٹ سے
سوال اور رومن جو ہین پورا لا
کمٹ اس نے آفنس کوئی کیا
لیجسلیچر ایک رزیڈنٹ تھا
ہنگ دوٹ قل یہ لورا اُسکا تھا
کریمنل جو ہے تو اُسکے پارٹ
اگر لافلی پوچھتی کورٹ ہے
نہین ایسے آفنس کی کچھ سزا
کہا شاہ نے پھر ہما سنگہ سے
کہا اُسنے سرکار سنیے جرا
اسپاڑھی سمجھ مین لو آتا نہین

اور خاوند کو دعوی کرنا ہے شرط
فدا آپ تھی اُسپہ وہ نازنین
دفعہ دخل بیجا ہے اُسپر نہین
اور کب اسنے ملکہ کو تکلیف دی
نہ کوئی ہوا جرم سرزد وہان
مرا کیون موکل حفاظت مین ہے
موکل مرا کیون گرفتار ہے
کہ سلطان کو واجب ہے انصاف و غور
ملے گا عوض اسکا روز جزا
اور چوڑہی کی جانب مخاطب ہوا
ہیر مسٹر اپنا اٹنشن تو دے
اُنہین کے بموجب اوپینیس بنا
اگر کچھ کیا تو پنشمنٹ کیا
بیان سیپلی ایکوٹیی سے کیا
مگر کال فار اُسنے اسکو کیا
یہ مرچینٹ ہے فری اسکا نہین فالٹ
تو کا ذاف ڈیہہ نایف اونڈھے
بٹل کو ڈین ہی پرا وزن دیا
تو مذہب سے اپنے مجھے راے دے
اسے آکہے جو کہ ساڈھی ہے را
کہ گھر منڈیا یہ تو بھاندا نہین

توساڈھی کرڑھی نے توبھیجی تھی دھا
توسی سمجھو کتنے دکھائی سرنگ
جو جاندی نہ گھر سے توساڈھی کرڑھی
جو سرکار پوچھے گی آساڈھی را
یہ سنتے ہی بولا پر سنو کمار
اہیر کھیم تا سے ایمن نہو بی کو کہن
سکل سبھا کی اہی بولی چہ سنائے
اسیسر کی رائین ہوئین جب رقم
وزیر ایک دانا تھا سب مین بڑا
ملازم تھا وہ باپ کے وقت کا
لگا عرض کرنے وہ مرد دبیر
ذرا غور کر اسکو سن لیجیے
لگا کہنے اُسدم وہ عاقل وزیر
مہاجن کسی ملک مین ایک تھا
اک اُسکا تھا فرزند صاحب جمال
سدا باپ کے سایہ مین کرتا چین
بڑی دھوم سے شادی جو اُسکی کی
اور باپ اُسکا کچھ دن مین جو مرگیا
نہایت وہ بی بی کو کرتا تھا پیار
محبت کا دم اُسکے بھرتا تھا وہ
کبھی گھر سے باہر نہ رکھتا قدم

انھین دوس کاہیکو وینداابھلا
اور کے کرنے آئی تھی وہ اوہی سنگ
توکاہسکو لگتی یہ جبلی جھری
توکھوئی نہین ہیگا یہ منڈیا
مہاشا یہ سنیے او پیسین امار
کو تھا راج کنائی کو تھا مہاجن
ووجن ورا سے موتن اماری ورلے
وزیرون کو سکتہ ہوا ایک قلم
ہوا روبرو آکے فوراً کھڑا
تھا زیب نگین تاج اور تخت کا
خداوند دیتا ہون مین اک نظیر
پھر آئندہ جو چاہے وہ کیجیے
خداوند ہے یہ مطابق نظیر
وہان اُسکا ہمسر نہ تھا دوسرا
کہون اُسکی خوبی کا کیا تمسے حال
تھا نام اُسکا مشہور حیدر حسین
تھی مشکل پری اُسکو بی بی ملی
ہر اک شے کا مالک اُسے کرگیا
دیا عشق مین چھوڑ سب کاروبار
اور دولت کو برباد کرتا تھا وہ
نہ تھا خرچ اُسکا امیرون سے کم

گئی ایک مدت جب اس مین گذر — امیری سے کرتا رہا وہ بسر
ولے اسکی بی بی تھی عاقل بڑی — خیال اسکو دولت کا تھا ہر گھڑی
نہایت وہ غمگین جو رہنے لگی — تو شوہر سے اپنے یہ کہنے لگی
دیا چھوڑ کیون آپ نے کاروبار — کہ خاوند ہے مرد کا روزگار
کوئی کار ہی آپ کرتے نہین — اور دل اسطرف آپ دھرتے نہین
گذارہ کہو کس طرح سے چلے — جو ایسی ہی غفلت مین بس تم رہے
مناسب ہے کچھ کیجیے کاروبار — ہے خرچ آپ کے گھر کا بلکل بیشمار
یہ لونڈی تو ہے عمر بھر آپ کی — اجازت سے آئی ہے مان باپ کی
کسیطرح کیجیے نہ دل مین خیال — کہ ہے ہر طرح سے تمہارا یہ مال
خدا کے بھروسے مجھے چھوڑ دو — اور کچھ کام کرنے کی کوشش کرو
یہ سن بولا بی بی سے حیدر حسین — بغیر از ترے ہوگا مجھکو نہ چین
ولے تیرے کہنے سے جاتا ہون مین — تجارت کا جا ڈھنگ پھیلاتا ہون
سفر پہلے کرتا ہون ایران کا — اور دیکھون گا پھر ملک توران کا
مین جا صبح بندر مین وقت نماز — کرایہ کرونگا وہان اک جہاز
تجارت کا اسباب لیجاتا ہون — خدا چاہتا ہے تو جلد آتا ہون
سفر کی بہت جلد طیاری کی — جو کہنے کی چوٹ اسکے دل مین لگی
ہوا مال جب دم جہازون پہ بار — تو چلنے کو باندھی کمر استوار
وہ رخصت جو بی بی سے ہونے لگا — محبت سے دیکھ اسکو رونے لگا
گلے لگ کے رونی جو وہ زار زار — چلا اسکا اس جا نہ کچھ اختیار
وہ روتا اسے چھوڑ گھر سے چلا — ولے عشق کا دل مین تھا ولولہ
کھڑا منتظر دیر سے تھا جہاز — چڑھا اسپہ فوراً وہ پڑھکر نماز

ادھر اسکی بی بی اکیلی رہی
بغیر اسکے ویران حویلی رہی

کیا اسکی بی بی نے دلمین خیال
بغیر اسکے کیا ہوویگا میرا حال

ہے بہتر کہ ہمراہ مین بھی چلون
ہر اک ملک کی سیر تو دیکھ لون

یہ سوچ اپنے دلمین وہ گھر سے چلی
کہ تھی راہ دریا کنارے کی لی

یہ جا پہونچی جسوقت دریا کے پاس
نہ پایا جو شوہر ہوئی بس اداس

گیا اٹھ جو لنگر کنارے سے تھا
جہاز اسکو جاتے دکھائی دیا

کنارہ کو اسنے کیا جب خیال
تو دیکھا اپنی بی بی ہوا غیر حال

جوان ناخدا سے یہ کہنے لگا
کہ بی بی کو بھی میری لے تو چڑھا

شتابی سے یہ کام کردے مرا
مین تا عمر مانونگا احسان ترا

کہا اسنے ملتا کنارہ نہین
سوا اسکی بس کمین کا کہین

تڑپتا تھا بسمل سا بس وہ ادھر
کلیجہ پکڑ رہ گئی یہ ادھر

چلی ہوکے مایوس یہ نازنین
قدم بار غم سے تھا اٹھتا نہین

بہت دور دریا سے تھا اسکا گھر
رہی راستہ کی نہ مطلق خبر

ہوئی رات اتنے مین وہ نازنین
گئی بیٹھ ناچار اک جا کہین

جہان بیٹھی تھی جوہری کا تھا گھر
ہوئی اسکے آنے کی اسکو خبر

لگا پوچھنے جوہری اس سے حال
بتا دے تو ہے کون اے خوشخصال

یہ سنتے ہی شرم اسکو بس آگئی
ہو لاچار ساری حقیقت کہی

بمنت اسے لے گیا اپنے گھر
نہین راضی ہوتی تھی وہ سیمبر

کہ جب ہوے بارود و آگ ایک جا
بہت امر مشکل ہے بچنا ذرا

جب آپس مین دل دونونکے ملگئے
خوشی سے وہ مانند گل کھل گئے

ہوئی آرزو جوہری کی حصول
گئی نازنین اپنا گھر بار بھول

وہ رہنے لگی جوہری کے جو پاس
اور سب چھوڑ دی اپنے شوہر کی آس

وہ شوہر بنا اور وہ زوجہ بنی
اور دو لڑکے بھی کچھ دنون مین جنی

سنو اب ذرا اُسکے شوہر کا حال
وہ بی بی کا رکھتا تھا ہر دم خیال

کبھی بھولتا یاد اُسکی نہ تھا
نہ گھر کو پھرا وہ سفر مین رہا

پھرا ایک مدت مین حیدر حسین
نہ پڑتا تھا بی بی بغیر اُسکو چین

مکان اپنے جاتا تھا وہ بیخبر
اُسی راہ مین جوہری کا تھا گھر

نگہ اتفاقاً جو اوپر پڑی
تو پائی وہان اپنی بی بی کھڑی

اُسے دیکھ حیران وہ ہو گیا
کہ ہوش و حواس اُسکا سب کھو گیا

لگا کہنے اے جان تو یان کہان
تو اُسنے مفصل کیا سب بیان

جو پوچھا کہ ہے کیا ارادہ ترا
وہ کہنے لگی تو ہے شوہر مرا

مین لونڈی ہون تیری تو سرتاج ہے
کہ جو دن تھا اوّل وہی آج ہے

کہا اُسنے بہتر ہے چل میرے ساتھ
وہ بولی نہ چھونا ابھی میرا ہاتھ

مین جس شخص کے پاس ہون اب حضور
اجازت ہے اُس سے بھی لینا ضرور

کہی جوہری سے حکایات سب
مین جاتی ہون ساتھ اپنے شوہر کے اب

کہا اُسنے تشریف لیجائیے
یہ لڑکے مرے دونون دیجائیے

کہا اُسنے صاحب کدھر ہے خیال
مین کیا دون تجھے یہ تو میرا ہے مال

کہا اُسکے شوہر نے یہ لونگا مین
سمجھے لڑکے کیونکر بھلا دونگا مین

وہ آپس مین تینون جو لڑنے لگے
کہ لڑکون کے باعث جھگڑنے لگے

عدالت مین تینون گئے بدحواس
ثبوت اپنا ہر ایک رکھتا تھا پاس

تھا حاکم جو اُس ملک کا بادشاہ
ہوے تینون اس طرح جا دادخواہ

کیا جوہری نے یہ اپنا بیان
خداوند میری ہے یہ داستان

کہ اک تھیلی مین نے پڑی پائی تھی
کوئی جسکا وارث نہ اُسکا ہوا
مین سمجھا کہ اب تو یہ میرا ہے مال
مرے پاس وہ ایک مدت رہی
جو تھیلی کا مالک خبر پا گیا
کہ یہ تھیلی میری ہے تو مجکو دے
خداوند لال اپنے لیتا ہو نہین
وہ کہتا ہے ساتھ اُسکے دو مجکو لال
خداوند چوری نہین مین نے کی
ہوا جو ہری جب جو کر کے بیان
خداوند مین قسم کھوائی ہون
عجب طرح کی ہے تہی میری بات
جھائے تھے دو کوند ے سینے نہین
خداوند یہ کام مین نے کیا
وہی جمع ہو کے گوند ہی ملیا رجب
کہ ضامن ہے میرا وہی مجکو دے
خداوند اب چاہئے انصاف ہے
مرا دود ہے بیچے حضرت یقین
ہوا جسکہ عورت کا قصہ تمام
خداوند میرا ہے یہ ماجرا
گھر سینے تھی اک بوئی گھڑے کی بیل

ہر اک شخص کو جا کے دکھلائی تھی
خداوندا چار مین نے چھوا
رکھے پاس سے اپنے دو دامین لال
کسی نے نہ زنہار اپنی کہی
تو آکر خداوند مجھ سے کہا
تو سنتے ہی مین نے کہا اُس سے لے
ملی جیسی تھی ویسی دیتا ہون مین
مین کسطرح سے دون وہ ہے میرا مال
پڑی راستے مین تھی مجکو ملی
گئی اپنی عورت نے یہ داستان
عدالت مین فریاد کو آئی ہون
وہی مین نے گھر مین جمایا تھا رات
تھا موجود اُس وقت ضامن نہین
پڑوسی سے ضامن ذرا لے لیا
تو کہتا پڑوسی ہے دے مجکو سب
خبردار ہرگز نہ تو اُسکو لے
دیا مینے اظہار سب صاف ہے
وہی بدلے ضامن کے ملتا نہین
کیا اُسکے شوہر نے بس یہ کلام
مفصل مین کہتا ہون سنئے ذرا
مکان سے پڑوسی کے تھا میرا میل

بہت بیل پھیلی جو وہ جابجا
اور پھل توڑتا ہے پڑوسی مرا
خداوند بالکل یہ اندھیر ہے
ہون مختار پھل اسکے سب لونگا مین
کہا اسطرح جبکہ تینون نے حال
کہ ہے ایک جھگڑا روایت ہین تین
وزیر اتنا کہکر تو چپ ہو رہا
کہ کیا فیصلہ انکا شہ نے کیا
کہا پھر اُس عاقل نے سنیے حضور
شہنشاہ نے فیصلہ یون کیا
تو جڑ سے پکڑ پیڑ کو کھینچ لے
جو کھنچ آوے پھر او تیرا ہے مال
یہ سن اُسنے بی بی کا کھینچا جو ہاتھ
اسی طرح کا بس ہے یہ ماجرا
وزیرون کا ہے عرض کر دینا کام
کہ بہتر اسے کرنا آزاد ہے
یہ سن بادشہ نے رہا کر دیا
خوشی ہوکے فرمایا یہ ایک بار
یہ کہہ مصطفے کو دلاسا دیا
بلا اُسکے یارون کو بھی روبرو
کہا اُنسے یہ بادشہ نے پکار

پڑوسی کے گھر مین لگے گھسنے جا
یہ کہتا ہے کیا ہے اجارہ ترا
سراسر سمجھ کا اولٹ پھیر ہے
وہ ہے کون جو توڑنے دونگا مین
تو سلطان نے دلمین کیا یہ خیال
اسے وہ ہی سمجھے جو ہو نکتہ چین
تو پھر بادشہ نے یہ اُس سے کہا
اور کس طرح یہ حکم کسکو دیا
کہ تینون پہ ہے حکم ایک ہی ضرور
کہا اُسکے شوہر سے یہ برملا
جو پھل ٹوٹ جاوین تو وہ اسکو دے
تو جسطرح چاہے رکھ اُنکو سنبھال
تو لڑکے بھی وہ یون چلے آئے ساتھ
وہ دین حکم حضرت کمین سب بھلا
اسی سے گذارش کنان ہے غلام
مقرر یہ حضرت کا داماد ہے
اور مرزا کو بس گود مین لے لیا
بیاہ اُسکو دونگا مین ملکہ نگار
برابر اُسے اُسنے بٹھلا لیا
یہ کی مہربانی نے بس گفتگو
تمھارا مبارک ہو یہ تمکو یار

ادب سے کیا سب نے جھک کے سلام — لگے دینے اسکو دعا خاص و عام
ہمین خوب حضرت نے دی داد آج — سلامت ہمیشہ رہے تخت و تاج
کرون جا کسن کی مین تعریف کیا — کہ دانا و عاقل ہے حد سے سوا
ہوا اس مقدمہ مین جو اسکا نام — وہ ایسے ہی آیا تھا میرے بھی کام
کہے عدل بس اسکی کیا شان ہین — سدا اسکے بچے سلامت ہین

شادی مرزا علی با مہر نگار

پلا تحفہ مے ساقی سیم تن — پڑی مرزا کی اچھی ساعت لگن
کدھر ہے تو اے ساقی خوش مزاج — سنی دیکھ مرزا کی بارات آج
پلا دے مجھے لالہ گون بار بار — کہ مل جاے مرزا کو ملکہ نگار
رہا جبکہ مرزا کو شہ نے کیا — تو بلوا کے قاضی کو فتوے لیا
وزیر اور قاضی نے دی یہ صلاح — روا باد ملکہ جہان ہے نکاح
اگر ہوتی زندہ تو جائز نہ تھا — ز روے شرع یہ ہر اک نے کہا
کہا شہ نے بیگم سے جا ایک بار — بیاہون گا مرزا سے ملکہ نگار
لکھو اسمین مرضی تمھاری ہے کیا — ہے قاضی نے بھی مجکو فتوے دیا
کہا سنکے بیگم نے سلطان سے — باین شرط ملکہ کو دون گی اُسے
اطاعت سے باہر نہ رکھے قدم — وہ لے بعد حضرت کے تاج و علم
نہین اور کوئی میرے اولاد ہے — بجاے ولیعہد داماد ہے
سخن جب یہ بیگم نے شہ سے کہا — تو شادی کا خط مصطفےٰ کو لکھا
روانہ اُدھر نامہ شہ نے کیا — اور یہ حکم سب شہر مین دیدیا
کہ شادی کی تیاری گھر گھر کرو — اور دروازون پر اپنے نوبت دھرو

کرو جلد سب شہر آراستہ
سبھو جھاڑ و فانوس سے راستہ

نئے شامیانے نشین چوبون پر
پری چہرہ معشوق ہون جلوہ گر

درختون مین کمخواب و اطلس چھاؤ
تنابون مین نقشی جھالر لگاؤ

رہے محفل جشن چالیس روز
کہ ہون جمع معشوق سب دلفروز

کرین عیش و عشرت ہر اک خاص و عام
ہو شادی مین مصروف عالم تمام

ہون طیار پوشاکین سب زرق برق
ہر اک ہو جواہر کے دریا مین غرق

اگر ہووے جس شی کی خواہش جسے
عنایت یہان سے ہو فوراً اسے

گیا نامہ وہ مصطفی کو جو پاس
ہوا دیکھ اسکو نہایت ہراس

جو شادی کا پیغام اسنے پڑھا
سرور اسکو آنکھون مین مے کا چڑھا

تو رکھ سر پہ نامہ کو بوسے دیے
جواہر بہت اسپہ صدقے کیے

دیا ایسا قاصد کو خلعت بھی خوب
گیا وہ جواہر کے دریا مین ڈوب

اسے گھر سے جسوقت رخصت کیا
سوا لاکھ کا اور جوڑا دیا

سنا مژدہ شادی کا مرزا نے جب
ہوا دل سے سب دور رنج و تعب

خبر اسکے یارون کو دی پیشتر
سرانجام شادی کرو آنکر

وہ کرنے لگے آکے طیاریان
کرون کس زبان سے مین اسکا بیان

خریدا گئی لاکھ من تیل تھا
اور پنشانے چاندی کے بے انتہا

کرورون کا تھا شیشہ آلات وان
کنول جھاڑ و فانوس مردنگیان

ہوا جلد اسباب ہر ایک جمع
کئی لاکھ بنوائین کافوری شمع

تھی آرایش اتنی کہ تھی ہول دل
بشکل جگر رکھنے کو تھی ٹلی

عجائب تھا نقار خانہ سجا
ورق چاندی سونے کے تھے جا بجا

وہ پہنے تھے پوشاک نقارچی
بانات تھی ہر اک کے تکلے کبھی

جڑاؤ کڑے ہاتھوں میں تھے دیے
نہ پھیر پھیر کر اُن سے ہرگز لیے

ہوا ایسا طیار بے مثل و فرد
سلیمانی نقارخانہ تھا گرد

سمور اور سنجاب اتنا لیا
کہ عالم سے نایاب بس کر دیا

طلب طائفے تا ہی صدہا کیے
روپے اُنکو سائی کے لاکھوں دیے

گویئے اور نقال تھے بے شمار
ہوئے سیکڑوں لے کے حاضر ستار

دف و بربط و بین و تنبورے
بجاتے ہزاروں تھے پی پی کے مے

ہزاروں تھے شہنائی والے وہاں
کروں ٹھاٹھ کیا اُنکے تھے بیان

گھنٹے اور دگلے تھے باناتکے
سروں پر بھی چیرے تھے گجرات کے

دیے ٹیکے تحفے تھے بانارسی
اُنہی سے کمر اینٹھی سب نے کسی

گرہلے و چٹک تھے نقال واں
جنہیں ہوتے خوش سنکے پیر و جواں

لکھوں تاشے والونکا کیا میں ہجوم
مچی تاشوں سے شہر بھر میں تھی دھوم

نشان ہاتھیوں پر رواں تھے ہزار
جلو میں ہزاروں تھے دولہنکے سوار

چلی گھر سے دکھلاکے جسدم برات
جلی رشک سے دیکھکر شب برات

تجمل لکھوں شادی کا کیا میں اور
ہوئے صرف شادی میں سب لو کرور

کروں ٹھاٹھ کیا روشنی کا رقم
تجمل لیلۃ القدر تھی یک قلم

اڑیں جھنڈ تھا جو کہ مرزا کا یار
لیے ساتھ تھا جوہری پانچ ہزار

نرالی تھی سج اُنکی ہر ایک سے
جواہر وہ سب بے بہا سے تھے

بندے جیسے چپور کے گوٹے دار
جھلک جنمیں طروں کی دیتی بہار

رو ڈھاکے کی ململ کے جامے درست
اور مشروع کے پاجامے تھے جست

کیے اُس پہ ٹپکے تھے کشمیر کے
جواہر تھے انمول جس میں ٹکے

بہت تحفہ زردوزی اوڑھو رومال
ہر اک اپنے عالم میں تھا مالا مال

ہر اک پہنے دہلی کا پاپوش تھا
جسے دیکھ ہر موچی حیران تھا

جواہر وہ پہنے تھے بس اسقدر
کہ جھنّا و پنّا ہوا بے قدر

تھی کلغی اور سرپیچ اور ست لڑی
اور ہاتھوں میں ہیرونکی دو دو کڑی

وہ پہنے تھے سب تو دھکدھکی یکقلم
نہ تھا ہیرا سورتی سے اسمین کم

تھے موتی کے کنٹھے بہت آبدار
بہت پہنے دیتے تھے اسمین بہار

انگوٹھی اور چھلے بھی سب پہنے تھے
جواہر جڑے انکے سب گہنے تھے

کسے دنڈ پہ بازو تھے اور نورتن
جواہر مین تھا غرق انکا بدن

چلے روپ چند اور کرم چند جی
پکارے کہ آؤ دھرم چند جی

دولی چند جی نے کہا یہ پکار
گھونگھم چند سے کہ ہووین سوار

چلے جاتے تھے ہنستے عتاب چند
کہ ہمراہ تھے انکے پرتاب چند

لگے رام چند کہنے جلدی چلین
کشن چند جی کو بھی ہمراہ لین

درپ چند کے تھے امر چند ساتھ
سبا چند جی کا وہ پکڑے تھے ہاتھ

چلے شان و شوکت سے سلطان چند
لگے کہنے ہین کس طرف کہان چند

سو ہر چند جی بولے ہین بھی چلون
برات آج مرزا کی تو دیکھ لون

بہت ٹھاٹھ سے تھے چلے خوب چند
وہ لے کم نہ تھے اُنسے کچھ روپ چند

جیت سج کی طیاری بھاری ہوئی
امین چند سے دوستداری ہوئی

چلے خرم و شاد گردھاری لال
عجب سج بنائے تھے بنواری لال

لگے کہنے ہنس ہنس کے گلزاری لال
کہ ابتک نہین آئے سکھدھاری لال

کہا نورتن لال سے ہیرا لال
نہین موتی لال آئے کیسا ہے حال

کہا لالجی مل نے جا کر یہ حال
رتن لال تم سے خفا ہین کمال

چلے جوہری کرتے سب اہتمام
کہان تک رقم مین کرون انکے نام

امیرانہ تھی الغرض سبکی شان / کہ ہمرہ سواری کے تھے تاجران
سنہرے روپہلے تھے وہ کام کے / نئے تحفہ وعمدہ آرام کے
چلے جب برابر سے سب تاجران / شگفتہ شفق کی دکھائی تھی شان
غرض ساتھ تھے جوہری پانچہزار / دکھاتا تھا ہر ایک اپنی بہار
امین چند کی لکھ چکا داستان / کرون آگے شہ میرخان کا بیان
جو شہ میرخان کے تھے ہمرہ پٹھان / عجب بانکے ترچھے تھے عمدہ جوان
کسی سب کے سرپیچ تھین بتیان / سنہری روپہلی کرون کیا بیان
وہ سب پہنے دگلے تھے کمخواب کے / سبھی عمدہ تھے جوڑے سنجاب کے
گھٹنے تھے ہر ایک کے جوڑ پیدار / ہر اک جوڑی جنت پہ دیتی بہار
سنہرے روپہلے پڑے پرتلے / سنہری ہی لٹکی کمر کے تلے
جڑاؤ بند مین آنبہ تھین پیٹیان / لگین جن پہ پستول کی جوڑیان
چھوڑاتے تھے بندوق رحمن خان / بہت اکڑے جاتے تھے سبحان خان
چلے داغتے توپ ستار خان / دکھاتے تھے مہتاب غفار خان
لیے شیرخان تھے نشان ہاتھ مین / تھے دلدار خان انکے بس ساتھ مین
پٹا پھینکتے تھے کرم خان وہان / ہلاتے بنیٹھی تھے شبراتی خان
لیے تھے قرابین جو شمشیر خان / تھے سر کرتے ہتنال بھی جوان
شترنال وگجنال وچرخی وہان / چھوڑاتے تھے خوش ہو کے صدہا پٹھان
پٹھانون کا تھا غول بس اسطرح / نکلتا ہے ٹیڑی کا دل جس طرح
حکایت ہوئی میرخان کی تمام / لکھون آگے سوداگرون کے مین نام
لکھون حال سوداگرون کا مین کیا / لیے ساتھ مین اپنے تھا مصطفا
بہت تحفہ پوشاکین پہنے تھے سب / قبا اور عمامہ مثل عرب

کوئی پہنے چکن پہ صدری تھا چست
کوئی سادی پوشاک سے تھا درست

نظام الدین اوڑھے ہوئے شال تھے
علاء الدین بھی باندھے رومال تھے

کریم الدین کا مین لکھون ٹھاٹھ کیا
تھے اچکن اور تھے پہنے تحفہ عبا

حبیب الدین کا کیا رقم کیجے حال
فقط جامہ پہنے تھے وہ اگلی چال

نبی بخش کے تھے علی بخش ساتھ
حسن بخش کا تھامے جاتے تھے ہاتھ

جھولی پہ بیٹھے تھے دلدار بخش
روان بادپا پر تھے دیدار بخش

کہان تک کرون قصہ انکا بیان
لکھون آگے میکو کی اب داستان

برادر جو میکو کے گھسیارے تھے
وہ جاتے تھے پھر دبدبہ ٹھاٹھ سے

کوئی دھوتی بانارسی پہنے تھا
کوئی پان کھائے تھا بے انتہا

پڑے سب کے کانون مین تھے گوکھرو
اور ہاتھون مین کتنین پہونچیان خوبرو

دوشالہ کوئی کاندھے پر ڈالے تھا
کوئی ٹھگرا اوڑھے تھا بانات کا

کمر مین کوئی کردھنی ڈالے تھا
کوئی پہنے ہونگے کرسب پالے تھا

کرون حال میکو کا کیا مین رقم
خوشی سے وہ رکھتا تھا ہر اک قدم

تھا نام ایک گھسیارے کا پھیروان
وہ پہنے تھا چھلے بہت پھیروان

کوئی اوڑھے کمل فقط کالا تھا
بنا لبس کوئی سرخ گل لالہ تھا

لگا کہنے دھنوان سے منوان یہ بات
نہ بکنا ذرا منھ سے کچھ واہیات

منگوا سے کلوا یہ کہنے لگا
انگلوان کو تم دیکھے رہیو ذرا

ہزارون سوا انکے انسان تھے
حیا غرض جملہ سامان تھے

دولہن کے جو دروازے پہونچی برات
پہر ایک باقی رہی ہوگی رات

نظر آیا انسان کا جب اژدہام
ہوئے ڈنگ سلطان ولاکر تمام

تھی جس کمرے مین بیٹھی ملکہ نگار
طلب دولہ کو وان کیا ایک بار

رنگین ہوئے شادی کی رسمیں بہم
کیے شرم سے ملکہ گردن تھی خم

لگیں بیگمیں کرنے مرزا سے چھیڑ
بناتی کوئی شیر تھی کوئی بھیڑ

بچھا تھا پلنگ اک جواہر نگار
بنی بیٹھی دولھن تھی ملکہ نگار

پڑھایا جو قاضی نے مرزا کا عقد
سوا لاکھ دیں اشرفی اُسکو نقد

کیا مجرا مرزا نے سلطان کو جب
دیا ملک و مال اُسنے جو کچھ تھا سب

طلب پہلے شہسیر خان کو کیا
وزارت کا خلعت تھا اُسکو دیا

امین چند کو بخشی بخشیگری
جگہ اعلے دیکھی نہ اور دوسری

ہوا اسکو داروغۂ اصطبل
ملا اُسکے رہنے کو پختہ محل

موافق جو اُن سے ہوا روزگار
لگے رہنے آرام سے چاروں یار

پھرے جیسے اُن چار یاروں کے دن
پھریں ویسے ہی ہم بھی چاروں کے دن

کیا اسکی تاریخ پر جب خیال
نہایت ہوا دل کو میرے ملال

جو میں ہوتا کچھ علم سے بہرہ یاب
تو کہہ دیتا تاریخ بھی لاجواب

اسی سے ہے اُردو میں میں نے کہی
سن اٹھارہ سو اسّی تھے عیسوی

یہ تاریخ اس طرح سے موزوں کی
تھی تاریخ پچیسویں جنوری

ہیں رادھے چرن اک مرے مہربان
وہ بولے کرو ختم یہ داستان

ق

تلاش سخن کیجیے لیل و نہار
رہے جس سے عالم میں کچھ یادگار

وہ اشعار دلچسپ موزوں کرو
خجل جس سے ہو لولوے شاہوار

لکھی عدل نے ایسی یہ مثنوی
ہے پاسنگ میں جسکے باغ و بہار

ہوئی اسکی تاریخ کی فکر جو
کہا ہاتف غیب نے یہ پکار

مجرد یہ تاریخ تصنیف لکھ
بخوب ہے قصۂ چار یار

تازگی ہو کہ نہین شوخی تحریر تو ہو
مین پریشان ہون مسلسل مری تقریر تو ہو

اما بعد بندۂ اجہل مسمی بہ کنّا لال خلف الرشید دوارکا داس ساکن کانپور کہ عہد طفولیت
سے ناز و نعمت مین پرورش پائی تھی عین عنفوان شباب مین اتفاق سفر بنگالہ
ہوا اور عنایت ایزدی سے زر خطیر ہاتھ آیا عیش و عشرت سے بسر ہوتی تھی کہ یکایک
فلک ناہنجار کج رفتار نے حسب عادت معمولی اپنی چشم نمائی کی شعر بہ رنگ گردباد اس
گردش گردون گردان نے ۞ بلندی دی مجھے سو بار اور سو بار پستی دی ۞
دفعتہ کاروبار ابتر ہوا زمانہ ناموافق سر بسر ہوا دوست دشمن ہوئے دشمن شاد ہوئے
چونکہ ہمیشہ سے ارباب دانش و بینش سے ارتباط و استادان ہر فن خصوصاً
فن شاعری سے مذاق تھا بلکہ مولوی فرد صاحب سے جو فرد زمانہ تھے تلمذ حاصل کیا تھا
اور معلومات زبانی علم تواریخ سے اندک تغیر پر اضطراب کو کام مین نہ لا کر ہمت میدان
استقلال مین جیسے باندھ رہا الا دل سودا زدہ نیند کو سون دور بعض اوقات
انتظار خواب مین آغوش چشم کھلی کی کھلین اُس پر غضب یہ کہ استقلال مانع مایوسی کا ہوتا
تھا اگلی عیش کا خیال نشتر بنکر دل مین ایسا ڈوبتا تھا کہ لہو کے گھونٹ پی کر رہجانا
پڑتا تھا اُسوقت شغل بی شغلی اور صورت دلبستگی یہ ہاتھ آئی کہ کچھ سرگذشت اپنی
بطور ناول و قصہ کے اپنے زور طبیعت اور فیض اُستاد سے نظم کر کہ یادگار رہے
اور رفع الوقتی بھی ہو چنانچہ سوائے مثنوی ہذا کے اور اشعار مثل مناجات و استت
دیبی جی و استت مہادیو جی سوامی وغیرہ عین وجہ انقلاب مین سخن ہاے ہندی زیر نوک
قلم کین بعد اختتام مثنوی کے اکثر احباب کی یہ راے ہوئی کہ کسی اُستاد یا شاعر سے

بنظر صحت اصلاح لینا چاہیے الا اس ہیچمیرز نے صرف واسطے اظہار ناقابلیت و
جہالت اپنی کے اس راہی کو منظور نکیا بلکہ میرا قول خود اطلاق میری نادانی اور ہیچدانی پر
کرے۔ اب مین اس امر کی مکرر تصدیق کرتا ہون کہ مجکو سواے علم حساب و
کتاب ہندی کے زبان فارسی و اُردو مین کچھ دخل و شعور نہین چونکہ بتاریخ ۲ اپریل
سنہ ۱۸۹۳ع سفینۂ غم و الم گرداب بلا سے نکلکر ساحل امن و امان پر جا لگا اور نتیجۂ تو
صبر و شکر نے گرد حزن و ملال کو بموج استغنا سے دھو بہا یا حسب فرمایش احباب ہمدم
کے نوبت طبع پہونچی نکتہ سنجان خردور اور منشیان ہنرپرور کی خدمت مین دست بستہ
التماس ہے کہ بنظر جہالت و ناقابلیت بندہ غلطی کو قلم عنایت رقم سے اصلاح فرماوین
اور لعن و طعن سے باز رکھین فقط

الغــــــــــد

خاتمة الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ اس ایام فرخندہ فرجام مین مثنوی اردو رشک گلزار
قصہ چار یار تصنیف لطیف و تالیف منیف شاعر شیرین مقال خوش فکر نازک
ناظم بے مثل و بے بدل جناب لالہ کنامل صاحب متخلص بہ عدل رئیس کانپور
دہید بالاکلام خاکسار سید محمود علی عفا عنہ الولی العلی مالک مطبع محمود المطابع و
کانپور ما دام بالسرور تا یوم النشور ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو
طبائع خاص و عام ہوئی

نوٹس

چنی لال اگروال اسٹار پریس کانپور